امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں
- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- مولانا عبدالمتین نعمانیؒ
- کتابوں کی دنیا
- موبائل فون کی تباہ کاریاں
- تشدد مہذب سماج کا شیوہ نہیں
- اہمیت انسان کی یا حیوان کی
- گھریلو تنازعات کا شرعی حل
- اخبار جہاں، تعلیم و روزگار
- طب و صحت، ہفتہ رفتہ، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 28 مورخہ ۱۸/ذیقعدہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۲/جولائی ۲۰۱۹ء روز سوموار

بین السطور

قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۱۹ء: تعارف و تجزیہ

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ہندوستان میں اس وقت تیسری قومی تعلیمی پالیسی کا مسودہ زیر بحث ہے، پہلی اور دوسری قومی تعلیمی پالیسی علی الترتیب وزیر اعظم اندرا گاندھی اور وزیر اعظم راجیو گاندھی کے دور اقتدار میں ۱۹۶۸ء اور ۱۹۸۶ء میں بنی تھی، ۱۹۸۶ء کی پالیسی پی وی نرسمہا راؤ کے دور حکومت میں ۱۹۹۲ء میں نظر ثانی کی گئی، ۲۰۱۴ء میں بی جے پی کے پہلے دور حکومت سے نئی تعلیمی پالیسی کے مسودے پر کام شروع ہوا، اور یکم جون ۲۰۱۵ء سے اس مسودے کی ترتیب کے بعد ملک گیر بحث کا آغاز ہوا، مختلف اداروں، تنظیموں کی طرف سے ترمیمات پیش کی گئیں، جس میں امارت شرعیہ کی پیش کردہ ترمیمات بھی شامل تھیں، ان ترمیمات کی روشنی میں کابینہ کے سابق سکریٹری ٹی آر سبرامینم نے ۲۰۱۶ء میں اپنی رپورٹ حکومت کو سونپی، یہ رپورٹ حکومت کی منشا کے مطابق نہیں تھی اس لیے دوسری کستوری رنگن کمیٹی تشکیل دی گئی، جس کے چیرمین کے کستوری رنگن (سابق ممبر پارلیامنٹ راجیہ سبھا، وسابق چیرمین اسرو) ہیں، اس کمیٹی کے ارکان پروفیسر وسودھا کامتھ (سابق وائس چانسلر ایس این، ڈی، ٹی ویمنس یونیورسٹی ممبئی)، کے جے الفانس (سابق یونین منسٹر آف اسٹیٹ آئی ٹی کلچر اینڈ ٹورزم)، پروفیسر منجل بھارگوا (پروفیسر آف میتھ میٹلس، پرنسٹن یونیورسٹی، یو ایس اے)، رام شنکر کریل (سابق وائس چانسلر بابا صاحب بھیم راؤ امبیڈکر یونیورسٹی آف سوشل سائنس، مدھیہ پردیش) پروفیسر ٹی وی کٹی منی (وائس چانسلر اندرا گاندھی نیشنل ٹرائبل یونیورسٹی، مدھیہ پردیش) کرشنا موہن ترپاٹھی (ڈائرکٹر آف سکینڈری ایجوکیشن وسابق چیرمین اتر پردیش ہائی اسکول وانٹرمیڈیٹ اگزامنیشن بورڈ الٰہ آباد اتر پردیش) پروفیسر مظہر آصف (پروفیسر پرشین اینڈ سنٹرل ایشین اسٹڈیز، اسکول آف لینگویج، لٹریچر اینڈ کلچر اسٹڈیز، جے ان یو) پروفیسر کے این شری دھر (سابق ممبر سکریٹری کرناٹک نالج کمیشن، بنگلور)، راجیند ر پرتاپ گپتا (سابق مشیر برائے مرکزی وزیر صحت وخاندانی فلاح حکومت ہند) ڈاکٹر شکیل ٹی شمسو (او ایس ڈی (این ای پی) ڈپارٹمنٹ آف ہائیر ایجوکیشنل وزارت برائے فروغ انسانی وسائل حکومت ہند) تھے، نئی تعلیمی پالیسی کے چیرمین سابق انڈین اسپیس ریسرچ آرگنائزیشن (ISRO) کے چیف کے کستوری رنگن نے ۵/مرتبہ توسیع شدہ میعاد کے بعد اپنی رپورٹ پیش کی۔ موجودہ نئی تعلیمی پالیسی کا مسودہ ضروری حذف و اضافہ کے ساتھ اسی کستوری کمیٹی کا ہے، جسے فروغ انسانی وسائل کے نئے وزیر رامیشور پوکھریا نشنک کو مودی حکومت کے دوسرے دور کے آغاز کے موقع سے پہلے ہی دن معروف خلائی سائنس داں کستوری رنگن نے جو نئی تعلیمی کمیٹی کے صدر تھے، پیش کر دیا، اس موقع سے فروغ انسانی وسائل کے وزیر مملکت سنجے شام راؤ ڈھیڑے، سکریٹری ٹی اس آر سبرامینم، اسکولی تعلیم کے سکریٹری رینا رے بھی موجود تھیں، یہ رپورٹ فروغ انسانی وسائل کے ویب سائٹ پر انگریزی میں ۴۸۴ صفحات اور ہندی میں چھ سو پچاس صفحات پر موجود ہے، حکومت کی طرف سے اسے عام کر کے جلد بازی میں صرف ۳۰/جون ۲۰۱۹ء تک ترمیمات پیش کرنے کو کہا گیا، گرمیوں کی چھٹی اور رمضان و عید کی مشغولیات کی وجہ سے اتنی جلد اتنے صفحات کا پڑھنا ممکن نہیں تھا، اس لیے ادارے، تنظیموں اور اشخاص نے اس مدت میں تین ماہ کی توسیع کا مطالبہ کیا، لیکن صرف ایک ماہ یعنی ۳۰/جولائی ۲۰۱۹ء تک کی توسیع کی گئی، اس سلسلے میں دوسرا مطالبہ اردو اور دوسری علاقائی زبانوں میں اس تعلیمی مسودے کی فراہمی کا تھا، حکومت نے یہ مطالبہ بھی مان لیا اور باون صفحات پر مشتمل تلخیص جاری کی اور اس میں قابل اعتراض چیزوں میں سے کسی کو شامل نہیں کیا گیا ہے، اس لیے جن لوگوں نے صرف تلخیص دیکھی ہے، وہ پالیسی کے عزائم یا مضمرات سے کلی طور پر واقف نہیں ہو سکتے، اس کے علاوہ تلخیص میں ترجمے کی جو زبان استعمال کی گئی ہے وہ غیر مربوط اور مشکل ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے دانشور حضرات اب انگریزی میں سوچتے ہیں، اسے جب دوسری زبان کا جامہ پہنانا ہوتا ہے تو لغت دیکھ کر ترجمہ کر دیتے ہیں، اس صورت میں مافی الضمیر کی صحیح ترجمانی مشکل ہے، اس لیے تلخیص بعض جگہوں پر چیستاں بن گئی ہے۔ مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کے حکم کے مطابق راقم نے بھی اس مسودہ کے مطالعہ پر تھوڑا وقت صرف کیا، سنسکرت آمیز ثقیل ہندی نے مطالعہ کے درمیان دماغ کو بوجھل ضرور کیا، لیکن حکم کی تعمیل ضروری تھی، اس لئے کرنا پڑا۔

میرے خیال میں اس تعلیمی پالیسی کا مطالعہ دو پہلوؤں سے کرنا چاہیے، نظام تعلیم اور نصاب تعلیم۔

نظام تعلیم : قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۱۹ء کا مقصد انہیں کے الفاظ میں ایک ایسے ہندوستان پر مرکوز نظام تعلیم کا تصور رکھتی ہے، جو سب کو اعلیٰ معیاری تعلیم فراہم کر کے ہمارے ملک کو پائداری کے ساتھ مساویانہ اور علم دوست سماج کا روپ دینے میں براہ راست تعاون دے، اس مقصد سے اسکولی تعلیم، اعلیٰ تعلیم، لبرل تعلیم، اساتذہ کی تعلیم، پیشہ وارانہ تعلیم، حرفتی تعلیم، قومی تحقیقی فاؤنڈیشن، تعلیم میں ٹیکنالوجی، تعلیم بالغان، ہندوستانی زبانوں کا فروغ، تعلیم کی مالی سرپرستی، راشٹریہ شکچھا آیوگ، سب پر پالیسی وضع کی گئی ہے، رپورٹ کے صفحہ ۳۴/ پر ہندوستان میں مختلف علوم و فنون میں قابل قدر خدمات کے حوالہ سے چارک، آریہ بھٹ، بھاسکراچاریہ، چانکیہ، پتنجلی اور پنانی کا ذکر کیا گیا ہے، لیکن مسلم دور حکومت کے کسی بھی فرد کا نام بھولے سے بھی ذکر نہیں کیا گیا، گویا تاریخ کو درمیان سے کاٹنے کا کام کیا گیا ہے، تاکہ مسلم عہد حکومت کا کوئی تعلیمی کارنامہ لوگوں کے سامنے نہ آسکے، صفحہ ۳۴/ پر ہندوستان میں مختلف مذاہب کے بانی اور ان کے پیروکار اور سائنس دانوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، اس ذیل میں بھی کسی مسلم مورخ، سائنس داں یا ماہر تعلیم کے ذکر سے قصداً گریز کیا گیا ہے، کیوں کہ پالیسی سازوں کے نزدیک ہندوستان میں مسلم حکمراں حملہ آور تھے اور ان حملہ آوروں اور پہلے سے چلی آرہی مشترکہ تہذیب کے اختلاط سے یہاں کا تعلیمی نظام وجود میں آیا تھا، جو انگریزوں کے آنے تک چلا، اس انداز بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ کس نظریہ سے یہ تعلیمی پالیسی وضع کی گئی ہے۔

نئی تعلیمی پالیسی میں پرائمری ایجوکیشن کو خاص اہمیت دی گئی ہے، اور تین سال کی عمر سے ہی تعلیم کے آغاز کی بات کہی گئی ہے، اسے EARLY CHILD HOOD CARE AND EDUCATION کا نام دیا گیا ہے، اس کا مقصد ۲۰۲۵ء تک ۳-۱۸ سال کی عمر کے ہر بچے کو مفت، محفوظ، اعلیٰ معیار کی حامل ارتقائی سطح کے مطابق نگہداشت اور تعلیم تک رسائی ہو۔ اس مدت میں انہیں تعلیمی سہولتیں دی جائیں گی اور پرائمری ایجوکیشن کے لیے تیار کیا جائے گا، نئی تعلیمی پالیسی کا یہ حصہ رائٹ ٹو ایجوکیشن قانون سے متصادم ہے، رائٹ ٹو ایجوکیشن میں ۶/ سے ۱۴/ سال کے بچوں کو لازمی تعلیم سے جوڑا گیا تھا، آپ کو یاد ہوگا اس موضوع پر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی قیادت میں مکتب اور دیگر بنیادی تعلیمی اداروں کو بھی تعلیمی ادارہ منوانے کی لڑائی لڑی تھی، اس وقت کے وزیر تعلیم کپل سبل سے گرما گرم بحث کے بعد مکاتب، پاٹھ شالے اور گروکل میں پڑھنے والوں کو بھی قانونی تحفظ حاصل ہو گیا تھا۔ اور اس طرح حضرت کی جد و جہد کے نتیجے میں ہمارا اپنا مکتب اور مدارس کا تعلیمی نظام بھی محفوظ ہو گیا تھا، اس نئی تعلیمی پالیسی کو نافذ کرنے کے لیے ۲۰۰۹ء کے رائٹ ٹو ایجوکیشن قانون میں توسیع کی جائے گی تاکہ ۳-۱۸ سال کی عمر کے تمام بچوں کے لیے مفت اور لازمی معیاری تعلیم کی دستیابی کو یقینی بنایا جا سکے، اس کے لیے حق تعلیم قانون کی شرائط کو خاطر خواہ حد تک آسان بھی بنایا جائے گا اور نئے قانون کے مسودہ میں اس بات کی پوری کوشش کی جائے گی کہ کسی طرح ہمارے تعلیمی سسٹم کو تباہ کر دیا جائے گا، جو یقیناً ہمارے لیے باعث تشویش ہے، اس پالیسی میں پری پرائمری ایجوکیشن کے لیے کوئی ایکشن پلان نہیں دیا گیا ہے؛ تاکہ معلوم ہو کہ اس پلان کو نافذ کرنے میں مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی کیا ذمہ داری ہوگی، اور اخراجات میں ان دونوں کے حصے کا تناسب کیا ہوگا۔ صرف اتنی یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ اس کے لیے خاطر خواہ سرکاری سرمایہ کاری کی جائے گی، اس پالیسی میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ مرکزی اور ریاستی حکومتیں دس سال کی مدت میں تعلیم میں کی جانے والی سرکاری سرمایہ کاری میں ۲۰/ فیصد تک اضافہ چاہتی ہیں۔ اس نئی تعلیمی پالیسی میں کوئی ایسا میکانزم نہیں تیار کیا گیا ہے جس سے تعلیم کے میدان میں پس ماندہ اقلیتی فرقوں کو اوپر اٹھانے میں مدد مل سکے، اس معاملے میں اجمالاً باتیں رکھی گئی ہیں، کہ ''قبائل، ذات اور مذہب پر مبنی گروپوں کے لیے تعلیم تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ اس معاشرے کے بچوں کو ان کے لیے مخصوص فوائد مل سکیں۔''

(بقیہ صفحہ ۱۰/ پر)

سچی محبت

''جب کوئی آپ سے بالکل سچی محبت کرتا ہے تو اس بات سے فرق نہیں پڑتا کہ آپ نے اس کو کتنا نظر انداز کیا ہے، آپ جب بھی اس کی طرف لوٹیں گے تو وہ پورے خلوص اور سچے دل سے آپ کو تسلیم کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہم جب بھی اللہ کی طرف

بلا تبصرہ

''کیا حکومت کے خلاف لکھنے اور بولنے والے ماہر تعلیم، سماجی کارکنان اور صحافیوں کو حراست، قید اور اس سے بھی بڑھ کر مجرم ثابت کیے جانے کا سامنا کرنا پڑے گا؟ یہ ایک ڈرانے والا خیال ہے، ان اقدام سے ایک ڈر کا ماحول بننا لازمی ہے، بولنے

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

اپنی صلاحیت پر بھروسہ کیجئے

ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی مناسب صورت عطا کی، پھر اس کی بناوٹ کے مناسب رہنمائی فرمائی۔(سورہ طٰہٰ ۵)

وضاحت: ۔ اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو اس کی استعداد و صلاحیت کے مناسب شکل وصورت عطا فرمائی اور پھر اس کو زندگی گذارنے کے لئے جو ظاہری اور مادی اسباب ہو سکتے ہیں وہ سب اس کے لئے مہیا کئے اور چونکہ اللہ کی تمام مخلوقات میں انسان سب سے افضل و بلند تر مخلوق ہے اس لئے اس کو اس کے مقام و منصب کے لحاظ سے اس کے اندر عقل وشعور کی نعمت دی، تاکہ وہ زمین وآسمان کی تخلیق، چاند وسورج کی گردش اور پہاڑوں کی بلندی پر غور وفکر کر کے اللہ کی وحدانیت کو دل میں پیوست کرے اور دنیائے انسانیت کو بھی نظام قدرت سے واقف کرا کر اللہ سے اپنی بندگی وعبودیت کے رشتہ کو استوار کرے۔اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خالق کائنات نے ہر چیز کی تخلیق کے بعد اس کے مناسب حال عمل کی صلاحیت بھی پیدا فرمادی۔

قسمت کیا قسام ازل نے جسے چاہا
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

اللہ جل شانہ نے انسانوں کو جو صلاحتیں ودیعت کی ہیں اگر وہ ان کو پورے طور پر استعمال میں لائے تو اس کو ماحول سے بھی کوئی شکایت نہیں ہوگی، اس کی ترقی کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں پر بھروسہ کر کے اس کو بروئے کار لائے، جو لوگ ہمت شکنی اور سہل نگاری سے کام لیتے ہیں ان کی عقلی وفکری صلاحتیں کمزور پڑ جاتی ہیں، ان کے اندر سے ارتقاء پذیر ممکنات کی نمو ختم ہو جاتی ہے، نتیجہ ان کی صلاحیتیں اور قوت عمل زنگ آلود ہو کر لوہے کی مانند بے کار ہو جاتی ہیں، وہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر دوسروں کے سہارے زندگی گذارنے کی تگ ودو شروع کر دیتے ہیں اور اس انتظار میں رہتے ہیں کہ کوئی اس کی بگڑی بنا دے، مگر بگڑی تو اپنے بنانے ہی سے بنتی ہے اور تائید الٰہی بھی اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب انسان خود کچھ کرنے کے لئے کمر کس لے، اس لئے ماحول سے کوئی امید مت رکھئے بلکہ اپنی صلاحیت اور لیاقت پر بھروسہ رکھئے اور مضبوط قدموں کے ساتھ عزم وارادہ کے ساتھ آگے بڑھئے۔

دل کی دولت مندی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ـــ لوگو! دولت مندی بہت سے ساز وسامان کا نام نہیں ہے۔اصل دولت مندی دل کی دولت مندی ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بندے کو اتنی ہی روزی دیتا ہے جتنی اس کے لئے پہلے سے لکھ دی گئی ہے، اس لئے تم اسے خوش اسلوبی سے حاصل کرو، جو حلال ہو اسے لے لو اور جو حرام ہو، اسے چھوڑ دو۔(رواہ ابو یعلیٰ واسنادہ حسن)

مطلب: ۔ جب کوئی انسان مال ودولت کی حرص وہوس میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس کو سکون قلب میسر نہیں ہوتا ہے، رات دن روپئے پیسے حاصل کرنے کی جتن میں لگا رہتا ہے اور بسا اوقات اس سے حلال وحرام کی تمیز بھی ختم ہو جاتی ہے، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اس کو مثال سے اس طرح سمجھایا کہ دنیا کا ساز وسامان پانی کے مانند ہے اور اس میں انسان کا قلب ایک کشتی کی طرح ہے پانی جب تک کشتی کے نیچے اور ارد گرد رہے تو کشتی کے لئے مفید اور معین ہے اور اس کے مقصد وجود کو پورا کرنے والا ہے اور اگر پانی کشتی کے اندر داخل ہو جائے تو یہی کشتی کی غرقابی اور ہلاکت کا سامان ہو جاتا ہے، اسی طرح دنیا کے مال ومتاع جب تک انسان کے دل میں غلبہ نہ پالیں اس کے لئے دین ودنیا میں معین ومددگار ہیں اور جس وقت اس کے دل پر چھا جائیں تو دل کی ہلاکت ہیں (معارف القرآن ج ۲)

اسی لئے حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ دولت مندی بہت سے ساز وسامان کا نام نہیں ہے، نہ ہی مالی ہوس کا سکون مال کی زیادہ میں ہے، بلکہ اصل دولت مندی دل کی دولت مندی ہے کہ انسان قناعت پسند ہو جائے اور رزق حلال کی تلاش میں لگا رہے، محنت ومزدوری کرے، صبر واستقامت کے ساتھ، ذرائع ووسائل اختیار کرے اور اللہ سے کشادگی رزق کا طلبگار رہے، روزی جتنی پاک وصاف اور ہر قسم کے شک وشبہ سے محفوظ رہے گی اس کا باطن بھی اسی قدر صاف وشفاف رہے گا، اس لئے حلال وطیب مال کو تلاش کرتے رہیں۔اور اللہ پر بھروسہ رکھیں کہ اس نے جتنی رزق مقدر کر دی ہے وہ اس کو مل کر رہے گی، ترمذی شریف کی ایک روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا مقصود ومراد دنیا ہی ہو اور اس دنیا کا بھی کوئی مخصوص نشانہ نہ ہو اور وہ اسے مخصوص نشانہ پر توجہ اور نظر رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر تنگدستی مسلط کر دیتا ہے اور اس کے حالات کو پراگندہ ومنتشر کر دیتا ہے، اور اسے دنیا میں سے اس سے زیادہ کچھ نہیں ملتا جتنا اس کے لئے پہلے سے لکھ دیا گیا ہے، اور جس کی تمنا اور مراد آخرت ہو اور اعمال آخرت میں سے اس کا کوئی مخصوص نشانہ ہو اور اسی مخصوص نشانہ پر توجہ اور نظر رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں غنی اور تونگری پیدا کر دیتا ہے اور اس کے حالات کو معتدل بنا دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر چلی آتی ہے، (روہ انس) اس لئے جو لوگ اعتدال پسندی کی زندگی گذارتے ہیں وہ کبھی پریشان نہیں ہوتے اور جو لوگ اس کے لئے دیوانہ وار پھرتے رہتے ہیں ان میں اکثر ناکام ونامراد ہوتے ہیں، حدیث پاک میں انہیں باتوں کی

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

مالدار شخص جانور خریدنے کے بعد اگر فقیر ہو جائے

ایک شخص جو مالدار تھا، قربانی کے لئے بکرا خرید رکھا تھا، لیکن اتفاق سے ایام قربانی سے قبل ہی وہ بیمار پڑا اور علاج ومعالجہ میں اتنا خرچ ہوا کہ اب وہ مالک نصاب نہیں رہا، اب وہ چاہتا ہے کہ بکرا فروخت کر کے قیمت اپنے مصرف میں لے آئے، شرعا ایسا کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــ وباللہ التوفیق

صورت مسئولہ میں شخص مذکور جس نے مالداری کے زمانہ میں قربانی کا بکرا خریدا لیکن قربانی کے ایام سے قبل ہی وہ فقیر ہو گیا یعنی صاحب نصاب نہیں رہا تو ایسا شخص اگر قربانی کے اخیر دن تک فقیر ہی رہا تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے وہ اس بکرے کو فروخت کر کے قیمت اپنی ضرورت میں لا سکتا ہے شرعا جائز ودرست ہے۔

لیکن اگر قربانی کے اخیر دن میں بھی وہ مالک نصاب ہو گیا تو اس پر قربانی واجب ہوگی اور اس کو اختیار ہوگا چاہے تو اسی بکرے کی قربانی کرے یا کسی اور کی۔(فتاویٰ الهندية ۵/ ۲۹۲)

قربانی اور عقیقہ

کیا بڑے جانور میں قربانی کے ساتھ ساتھ عقیقہ بھی ہو سکتا ہے؟

الجواب ـــــــــ وباللہ التوفیق

قربانی اور عقیقہ اگر چہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں، لیکن دونوں سے مقصود تقرب الی اللہ ہی ہے، اس لئے بڑا جانور جس میں شرکت شرعا جائز ودرست ہے اس میں قربانی کے ساتھ عقیقہ کی بھی شرکت ہو سکتی ہے۔

ان الجهات وان اختلف صورة فهي في المعنى واحد ، لان المقصود من الكل التقرب الى الله عز شانه وكذالک ان اراد بعضهم العقيقة عن ولد ولد له من قبل لان ذلك جهة التقرب الى الله عز شانه بالشكر عما انعم الله عليه من الولد. (بدائع الصنائع ۴/ ۲۰۹)

پالتو ہرن کی قربانی

جنگل میں ہرنی کا ایک بچہ ملا، گھر لا کر اس کی پرورش کی اب وہ بڑا ہو گیا ہے، اس کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــ وباللہ التوفیق

ہرن کے مذکورہ بچہ کی اگر چہ آپ نے گھر پر رکھ کر پرورش کی اور پال پوس کر بڑا کیا پھر بھی اس کی قربانی شرعا درست نہیں ہے، اس لئے کہ ہرن وحشی جانوروں میں سے ہے اور وحشی جانور کی قربانی جائز نہیں ہے۔

ولا يجوز في الاضاحي شئي من الوحشي (الفتاویٰ الهندية ۵/ ۲۹۷)

ایک بڑے جانور کی قربانی ایک آدمی یا پانچ آدمیوں کی طرف سے

بڑے جانوروں میں کتنے آدمیوں کی شرکت ہو سکتی ہے، اگر ایک آدمی پورے جانور کی قربانی کرے یا صرف پانچ آدمیوں کی شرکت ہو تو قربانی درست ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــ وباللہ التوفیق

بڑے جانور میں چونکہ سات حصے ہوتے ہیں، اس لئے اس میں زیادہ سے زیادہ سات آدمیوں کی شرکت ہو سکتی ہے، لیکن اگر ساتوں حصے ایک ہی آدمی اپنی طرف سے کریں یا پانچ آدمی مل کر کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، شرعا جائز ودرست ہے۔ **الاضحية شاه يجوز من فرد فقط أو بدنة تجوز من واحد ايضا (مجمع الانهر ۴/ ۱۶۸)**

چار آدمیوں کا آپس میں رقم جمع کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرنا

چار بھائی یا چار دوست مل کر رقم جمع کریں اور خصی خرید کر یا بڑے جانور میں ایک حصہ لیکر محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم یا اپنے مرحوم استاذ کی طرف سے قربانی کریں تو شرعا جائز ودرست ہے۔فقط

میت کی طرف سے کی گئی قربانی کا گوشت

اگر میت نے وصیت کی تھی کہ میرے مال سے میری طرف سے قربانی کرنا تو ایسی صورت میں پورے گوشت کو صدقہ کرنا لازم ہوگا۔اور اگر وصیت کی لیکن اپنے مال کی قید نہیں لگائی یا بغیر وصیت کے ورثا نے اپنی طرف سے بطور تبرع واحسان قربانی کی تو ایسی صورت میں قربانی کرنے والا تمام گوشت کا مالک ہوگا خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسروں کو بھی کھلا سکتا ہے۔(اعلاء السنن باب التضحية عن الميت ۱۷/۲۶۹)

قصاب کو اجرت میں گوشت یا کھال دینا

گوشت بنانے والے قصاب کی مزدوری پہلے ہی طے کر لی جائے کیونکہ قربانی کے جانور کا کوئی حصہ خواہ

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 28 مورخہ ۱۸/ذیقعدہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۲/جولائی ۲۰۱۹ء روز سوموار

پانی ہی پانی

انسان بڑا بے صبرا اور عجلت پسند واقع ہوا ہے، ابھی کل کی بات ہے کہ لوگ پانی پانی چلاتے تھے، سخت گرمی نے انسانوں کا جینا دوبھر کر دیا تھا، سرکاری سطح پر خشکی پر تشویش کا اظہار ہو رہا تھا، کئی جگہوں پر صلوٰۃ استسقاء پڑھی گئی، بارش کے لیے ہر مسجد میں دعائیں ہو رہی تھیں، پھر دعائیں قبول ہوگئیں اور بارش کی شروعات ہوئی، کسانوں کے چہرے کھل اٹھے، پھر ہوا یہ کہ بارش مسلسل ہوتی رہی، دو چار روز میں ہی لوگوں نے بارش کے بند ہونے کی دعائیں شروع کر دیں، کیوں کہ پورا علاقہ پانی پانی ہو رہا تھا، آبی جماؤ کی وجہ سے معمولات زندگی درہم برہم ہو کر رہ گئی، بارہ ندیاں خطرے کے نشان سے اوپر بہہ رہی ہیں، پچاس سے زیادہ لوگوں کے سیلاب میں بہہ جانے کی بھی خبر ہے۔ پانی نے اپنے پاؤں اور پھیلائے تو کئی ندیوں کے پشتے ٹوٹ گئے، اس نے آبادی کا رخ کر لیا تو ۹/ضلعوں کے انیس لاکھ لوگ سیلاب کی زد میں آگئے، شیوہر، سیتا مڑھی، مشرقی چمپارن، مدھوبنی، دربھنگہ، اررِیہ، کشن گنج، سوپول، پورنیہ اور مظفر پور کی حالت زیادہ خراب ہے، شیوہر کا ڈی ایم اور ایس پی دفتر پانی میں ڈوبا ہوا ہے، امداد پہونچانے والے ذمہ دار خود امداد کے طلب گار ہیں۔ ایسے میں انسانی ذمہ داری ہے کہ جو لوگ اس مصیبت سے محفوظ ہیں، وہ اپنے بھائیوں کی مدد کے لیے آگے آئیں، انہیں ٹھہرانے اور کھلانے کا نظم کریں، بچوں کے لیے ضروری اشیاء فراہم کرائیں، انہیں بیماریوں سے بچانے کی کوشش کریں، یہ ان کی جانب سے اللہ کی بارگاہ میں مصیبت سے بچ جانے کا شکرانہ بھی ہوگا اور انسانی ہمدردی کے تقاضوں سے بھی وہ دستبردار ہو سکیں گے۔ امارت شرعیہ نے بھی اس سمت میں پہل کی ہے، اور حضرات قضاۃ اور بلاک کے صدور و سکریٹری سروے میں لگے ہوئے ہیں، آگے آئیے، دیر نہ کیجئے، قبل اس کے کہ مصیبت زدگان کی امیدیں دم توڑ دیں اور شمع زندگی ٹمٹمانے لگے، ان کی مدد کے لیے پہونچئے اور اپنی ساری توانائی ترجیحی بنیاد پر اس کام میں لگا دیجئے۔ آپ امارت شرعیہ کے توسط سے بھی امداد پہونچا سکتے ہیں۔

پاگل انسان

قرآن کریم میں بعض لوگوں کے بارے میں دل پر مہر لگ جانے کا ذکر ہے، احادیث میں ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے اور توبہ نہیں کرتا تو قلب سیاہ ہو جاتا ہے، اور اس پر ایمان ویقین اور عمل صالح کی نشو ونما نہیں ہو پاتی، اس زمرے میں بہت سے لوگ آتے ہیں، لیکن اس وقت اس پاگل انسان کا ذکر کرنا ہے، جسے لوگ وسیم رضوی کے نام سے جانتے ہیں، یہ شخص حرص وہوس کا غلام ہے، بہکی بہکی دین بیزار باتوں کے لیے بدنام ہے، کبھی بابری مسجد کی زمین حوالہ کرنے کی بات کرتا ہے، رام کی جنم بھومی کے نام سے فلم بناتا ہے اور مسلمانوں کے خلاف برادران وطن کو بھڑکانے کے لیے رام جنم بھومی کی زمین پر مسجد کی تعمیر کی بات کرتا ہے، حلالہ پر اپنی جاہلانہ باتوں سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے، تو کبھی رام کے مجسمہ کے نصب کرنے کی خواہش ظاہر کرتا ہے، تاکہ اپنے آقاؤں کو خوش کر کے عہدے اور منصب سے چپکا رہے۔ ابھی اس نے اعلان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر فلم بنائے گا، فلم بنانا یوں بھی کار ثواب نہیں ہے، اور پھر صحابہ وصحابیات پر بنانا تو اور بھی لائق ملامت ہے، ظاہر ہے اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ یوں بھی وسیم رضوی شیعہ ہے، اور شیعوں کے یہاں تقدس کا دائرہ سمٹ کر پنج تن پاک تک محدود ہو گیا ہے، ایسے میں وسیم رضوی اس حوالہ سے کیا کیا بہتان تراشی کرے گا، اور کتنا نمک مرچ لگا کر ناظرین کے لیے تیار کرے گا، وہ ہر عاقل وبالغ بآسانی سمجھ رہا ہے، حکومت کو چاہئے کہ ایسے ملعون کی ان تمام حرکات پر پابندی لگائے جو آپسی نفرت وعداوت کا سبب ہوں، اور جو اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ نہ ہوں، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بڑا احسان اس امت پر ہے، ان کی روایتوں سے ہی ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی سے واقف ہو پائے ہیں، بہت سارے مسائل ان کی روایت کردہ حدیثوں سے مستنبط ہیں، ان کی شان میں کسی بھی قسم کی گستاخی امت مسلمہ کے لیے ناقابل برداشت ہے۔

ماب لنچنگ

وزیر اعظم نریندر مودی جی کے ثانی دور حکومت میں لاثانی لنچنگ کے واقعات وجود پذیر ہو رہے ہیں، اخبارات اٹھائیے، تو دو چار ایسی خبریں ضرور سامنے آتی ہیں، جس میں بھیڑ نے ایک آدمی کو پکڑ کر اور اذیت دے کر ہلاک کر ڈالا، یہ سلسلہ ہندوستان میں محمد اخلاق سے شروع ہوا تھا اور تبریز انصاری سے ہوتا ہوا تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے، پہلے یہ حملے گائے کے نام پر ہوتے تھے، اب ''جے شری رام'' کا نعرہ لگانے سے انکار کرنے پر ہو رہے ہیں، مقصد مسلمانوں کو خوف وہراس، وحشت اور دہشت میں مبتلا کرنا ہے، تاکہ یہ ذہنی اور نفسیاتی تناؤ کے شکار ہو کر خود سپردگی کر دیں۔ یہ معاملہ اس قدر اہم ہے کہ انسانی حقوق کی تنظیم نے اقوام متحدہ میں ہندوستان میں انسانی قدروں کی پامالی اور ماب لنچنگ کا ذکر کر کے تبریز انصاری کے قتل پر سخت تشویش کا اظہار کیا۔ برطانیہ کے ایک ممبر پارلیامنٹ

ماب (MOB) بھیڑ کے معنی میں ہے، لنچنگ (Lynching) بغیر مقدمہ کے سزا دینے کو کہتے ہیں۔ آکسفورڈ اور کیمبرج انگریزی ڈکشنری میں اس کا معنی کسی گروہ یا بھیڑ کے ذریعہ الزام کی تصدیق اور دفاع کے بغیر کسی انسان کو موت کے گھاٹ اتار دینا ہے۔ اس اعتبار سے ماب (بھیڑ) کے معنی لنچنگ میں شامل ہے، ہمارے یہاں یہ غلط اضافہ ہے کہ لنچنگ جب لکھتے بولتے ہیں تو اس سے پہلے ''ماب'' لگا دیتے ہیں۔

لنچنگ کا یہ لفظ لنچ قانون (Lynch's Law) سے نکلا ہے، جو امریکی انقلاب کے دوران دو بھائی ولیم لنچ (William Lynch) اور چارلس لنچ (Charles Lynch) کے ذریعہ خود ساختہ عدالت کے لیے استعمال کیا جاتا تھا، ان دونوں سے پوچھا جاتا کہ آپ کس قانون کے تحت یہ سزا دے رہے ہیں تو کہتا کہ یہ Lynch's Law ہے۔ امریکی ریاست ورجینیا میں لنچ برگ کے نام سے جو شہر ہے وہ انہیں دونوں بھائیوں کی طرف منسوب ہے۔ یہ سلسلہ سفید فام امریکیوں کے ذریعہ دراز ہوا جو امریکی خانہ جنگی کے دوران سیاہ فام لوگوں کو برسر عام پھانسی دے دیا کرتے تھے، اور یہ ظلم تین کروڑ سے زائد سفید فام امریکیوں کے ذریعہ پچاس لاکھ نیگرو یعنی سیاہ فام لوگوں پر کیا جا رہا تھا۔ ہر عمل کا کچھ رد عمل ہوتا ہے، نیوٹن کی تھیوری کو یاد رکھئے تو برابر برابر ہوتا ہے؛ آپ جس طاقت سے گیند کو اچھالتے ہیں اسی طاقت سے اس کی واپسی ہوتی ہے، چنانچہ نیگرو نے اس ظلم کے خلاف ۱۹۰۹ء میں ایک تنظیم بنائی۔ مئی ۱۹۱۸ء کو ایک سفید فام زمیندار ہیمپٹن (Hampton Smith) کا قتل ہو گیا، اور الزام سیاہ فام مزدور ہائیس ٹرنر (Hayes Turner) پر آگیا، چنانچہ اسے جیل سے نکال کر بھیڑ نے مار ڈالا جب اس کی بیوی میری ٹرنر (Mary Turner) سامنے آئی تو اس کو الٹا لٹکا کر زدوکوب کیا گیا، اس کا پیٹ چاک کر کے اس کے آٹھ ماہ کے بچے کو نکال کر گلا دبا کر مار ڈالا گیا، یہ اتنا شرمناک، دردناک اور المناک واقعہ تھا جس نے سیاہ فاموں کی رگوں میں دوڑتے خون کو آتش سیال بنا دیا، پھر شروع ہوا رد عمل کا سلسلہ اور سیاہ فاموں نے سفید فاموں کی لنچنگ شروع کر دی، حالانکہ وہ تین کروڑ سے زیادہ سفید فاموں کے مقابلہ میں صرف پچاس لاکھ تھے۔ ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۱ء تک ۱۲۹۳/سفید فام اس رد عمل کی بھینٹ چڑھ گئے، پھر حکومت کو ہوش آیا، ۱۹۱۸ء میں لیونیڈس سی ڈائر (Leonidas C. Dyer) نے امریکی کانگریس میں لنچنگ کے خلاف بل پیش کیا تھا، جو بعض سفید فام ممبران کی مخالفت کے باوجود ۲۶/جنوری ۱۹۲۲ء میں امریکی کانگریس میں پاس ہو گیا، تب کہیں جا کر یہ سلسلہ رک پایا۔

یہاں بھی حالات اسی قسم کے بن رہے ہیں، قبل اس کے کہ اس ظلم کا رد عمل شروع ہو اور ملک خانہ جنگی کی طرف بڑھے، حکومت کو ماب لنچنگ کے خلاف سخت قانون بنا کر اس کو نافذ کرنا چاہئے، اس طرح انسانی جانوں کے تحفظ کے ساتھ بھیڑ کے ذریعہ قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی بیماری ختم ہوگی، بلکہ دہشت گردی کے خلاف جو این آئی اے قانون پارلیامنٹ میں پاس ہو چکا ہے، اس کے دائرے میں ہجومی تشدد کو بھی لانا چاہئے، کیوں کہ یہ بھی دہشت گردی ہے کہ کسی شخص پر الزام لگا کر بغیر مقدمہ اور عدالت کے اس کی جان لے لی جائے، اس سے بڑی دہشت گردی اور کیا ہو سکتی ہے؟ وقت انتظار نہیں کرتا، اس لیے حکومت کو وقت رہتے اقدام کرنا چاہئے، تاکہ بی جے پی حکومت میں جو جنگل راج چل رہا ہے، اس کا خاتمہ ہو سکے۔

خصوصی تفتیش

لمبے عرصے کے بعد حکومت بہار کو یہ خیال آیا ہے کہ آر ایس ایس اور اس سے متعلق انیس تنظیموں کی سرگرمیوں کی تفتیش کی جائے، اس تفتیش سے متعلق خط ضلع کے خصوصی شاخ کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور افسران کے نام ۲۸/مئی ۲۰۱۹ء کو لکھا گیا تھا، ڈیڑھ ماہ کے بعد یہ خط لیک ہو گیا، اور اس نے سیاسی گلیاروں میں زلزلہ پیدا کر دیا ہے، اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ بہار میں نتیش جی کی حکومت بی جے پی کی بیساکھی پر ٹکی ہے، یہ بیساکھی ہٹی تو حکومت گر بھی سکتی ہے، مرکزی حکومت کی تشکیل کے وقت وزارت میں نمائندگی کے سوال پر بی جے پی اور جدیو میں ان بن ہو گئی تھی، چنانچہ وزیر اعلیٰ بہار نے وزارت میں علامتی نمائندگی کے طور پر شمولیت سے انکار کر دیا تھا، پھر بہار میں کابینہ کی توسیع ہوئی تو بی جے پی کے کسی رکن کو نمائندگی نہیں ملی، اس سے کڑواہٹ میں مزید اضافہ ہوا اور اب آر ایس ایس اور اس سے متعلق انیس تنظیموں کو تفتیش کے دائرے میں لانا بی جے پی کو چراغ پا کرنے کے لیے کافی ہے۔ کیوں کہ یہ بات کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہے کہ ہندوستان کی حکومت آر ایس ایس کے مفکرین ہی چلا رہے ہیں، پالیسیاں ناگپور سے بنتی ہیں اور اس کی تعمیل مرکزی حکومت کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ہمارے وزیر اعظم کبھی کبھی بلاواسطہ آر ایس ایس کے سنچالک موہن بھاگوت سے ملاقات کر کے آشیرواد لیتے رہتے ہیں، اور ان کی اہمیت اس قدر ہے کہ انہیں زیڈ سیکورٹی فراہم کر دی گئی ہے۔ بہار میں سوشیل کمار مودی اور نتیش کمار جی سے روابط دن بدن کمزور ہو رہے ہیں، اقلیتی اداروں؛ بہار اردو اکیڈمی، گورنمنٹ اردو لائبریری میں ذمہ داران نہیں ہیں، اضافی چارج دے دے کر کام چلایا جا رہا ہے، اردو مشاورتی بورڈ کی تشکیل نہیں ہو پا رہی ہے، کیوں کہ بی جے پی ان عہدوں پر اپنی حصہ داری چاہتی ہے، اس لیے نتیش جی اسے ٹال رہے ہیں اور اقلیتی ادارے برباد ہو رہے ہیں۔

تفتیش کے اس اعلان سے حزب مخالف کو تالیاں بجانے کا موقع ہاتھ آ گیا ہے، اور شاید پہلا موقع ہے کہ حزب مخالف نے اس فیصلہ کا خیر مقدم کیا ہے، اور اسے آر ایس ایس اور اس کی ذیلی تنظیموں پر لگام کسنے کی کوشش قرار دیا ہے، اس سارے معاملہ کا پر لطف پہلو یہ ہے کہ تفتیش کا کام ایک ہفتہ میں مکمل کرنے کو کہا گیا تھا، لیکن اتنے دن گزرنے کے بعد بھی اس پر کوئی پیش رفت نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی رپورٹ سرکار کو سونپی گئی ہے، اس کا مطلب ہے کہ یہ خط بہار حکومت کی خصوصی شاخ کی طرف سے بھیج تو دیا گیا، لیکن اس پر فوری کارروائی کے لیے حکومت کمربستہ نہیں ہوئی، ورنہ افسران کی کیا مجال کہ وہ اوپر کے افسران کی حکم عدولی کر کے اپنے تبادلہ اور تنزلی کا سامان کریں۔[

بعض لوگ اس سارے واقعہ میں ایک کڑی لالو جی کی ضمانت کو جوڑ دیتے ہیں، حالاں کہ دوسرے مقدمات میں ماخوذ ہونے کی وجہ سے اس ضمانت کا فائدہ انہیں نہیں ملا ہے، اگر وہ باہر آجاتے ہیں تو کیا حکومت کی شکست وریخت میں وہ

یادوں کے چراغ

مولانا عبدالمتین نعمانی

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

امیر شریعت مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کے خلیفہ، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ کے رکن، مشہور داعی، عامل، نامور خطیب اور عالم دین، فاربس گنج جامع مسجد کے امام حضرت مولانا عبدالمتین نعمانی بن مولوی محمد معین الدین بن محمد کبیر الدین کا انتقال پر ملال مورخہ ۳/ذی قعدہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۷/جولائی ۲۰۱۹ء سنیچر دن گذار کر ڈیڑھ بجے شب میں جنک دلاری ہوسپٹل ہنومان نگر کنکر باغ پٹنہ میں ہوگیا، جہاں وہ نمونیہ کے علاج کی غرض سے گذشتہ دس دنوں سے داخل تھے، جنازہ ان کے آبائی گاؤں پھنساہا، تھانہ سلکھوا، ضلع سہرسہ لے جایا گیا، دوسرے دن بروز اتوار چار بجے شام مولانا جمیل احمد صاحب استاذ جامعہ رحمانی مونگیر نے جنازہ کی نماز پڑھائی، امارت شرعیہ کی نمائندگی مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی نے کی، جب کہ جامعہ رحمانی کے وفد میں مولانا حاجی محمد عارف، مولانا جمیل احمد مظاہری اور مولانا سیف الرحمٰن ندوی اساتذہ جامعہ رحمانی مونگیر شامل تھے، ان کی وصیت کے مطابق پھنساہا کے آبائی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، آخری سفر پر روانہ کرتے وقت علماء، صلحاء کے ساتھ علاقہ کے مسلمانوں کی بڑی تعداد موجود تھی، پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک صاحبزادہ ماسٹر محمد ظفر عالم علیگ اور ایک صاحب زادی عزیزہ پروین ہیں۔

مولانا کی ولادت ایک اندازہ کے مطابق ۱۹۴۵ء میں آبائی گاؤں پھنساہا میں ہوئی، ناظرہ قرآن اور عربی اول تک کی تعلیم انہوں نے مدرسہ اسلامیہ محمودیہ مبارک پور سہرسہ میں حاصل کی، مولانا کی نانیہال ضلع سہرسہ کے ایک گاؤں بھٹ پورہ میں تھی، لیکن شادی گاؤں ہی میں فراغت کے بعد ۱۹۶۶ء محمد دبیر الدین صاحب مرحوم کی صاحب زادی صابرہ خاتون سے ہوئی، عربی اول کی تعلیم کے بعد مولانا نے جامعہ عربیہ مفتاح العلوم مئو یوپی کا رخ کیا اور دورہ تک کی تعلیم وہیں سے حاصل کر کے سند فراغت لیا، آپ کے نامور اساتذہ میں بڑے مولانا حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی محدث اور مولانا عبداللطیف نعمانی رحمہما اللہ تھے، غالباً مولانا عبداللطیف نعمانی سے قربت کی وجہ سے مولانا نعمانی لاحقہ کے طور پر استعمال کرنے لگے، یہ بھی ممکن ہے کہ یہ نسبت حضرت امام ابوحنیفہ کی طرف ہو، جن کا اسم گرامی نعمان تھا، بڑے مولانا محدث اعظمی بھی آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے اور کبھی کبھی حوالہ جات کی تلاش اور کتابوں سے مراجعت کی مشق کے لئے کوئی کام دیدیا کرتے تھے، ۱۹۶۵ء میں فراغت کے بعد آپ اپنے وطن لوٹ آئے، معاشی حالت خستہ تھی، اس لئے فوری طور پر روزگار سے لگنا ضروری تھا، چنانچہ فاربس گنج کی جامع مسجد میں امامت سے لگ گئے اور اس پورے علاقہ کو دعوت وتبلیغ، اصلاح معاشرہ اور سنت کی ترویج واشاعت کے لئے اپنا میدان عمل بنایا، پڑھانے کے لئے کئی مدارس سے بلاوا آیا، لیکن محدث اعظمی کا مشورہ یہ ہوا کہ یہیں رہو، چنانچہ جوانی اور بڑھاپے کے قیمتی باون سال اس علاقہ کی نذر کر دیا، اپنی خدمات کی وجہ سے آپ لوگوں میں محبوب تھے، جرات وشجاعت بھی تھی، اس لئے ایسا کوئی موقع آتا مولانا سینہ سپر ہو جاتے، فاربس گنج عیدگاہ پر جب غیر مسلموں نے قبضہ کر لیا تو مولانا نے اس معاملہ کو بڑی جرات کے ساتھ ڈیل کیا، چنانچہ چند دنوں جیل کی بھی ہوا کھانی پڑی، یہ غالباً ۲۰۰۲ء یا ۲۰۰۳ کا سال تھا، محبوبیت کی ایک وجہ دعا تعویذ بھی تھا، جس میں اللہ نے انہیں خاص مہارت دی تھی اور اس کا اثر ہوتا تھا، البتہ یہ خدمت للہ فی اللہ تھی، دکانداری نہیں تھی، خانقاہ رحمانی مونگیر اور وہاں کے اکابر سے خصوصی تعلق تھا، اس تعلق کو استحکام بخشنے کے لئے ۲۰۰۸ء میں مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور تیزی سے تصوف کے مراحل طے کرنے لگے، چنانچہ ۲۰۱۴ء میں حضرت امیر شریعت نے خلافت سے سرفراز کیا، یہ ایک اور میدان اللہ نے انہیں خدمت کا دیدیا تھا۔

۲۰۰۸ء میں ہی وہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے میقاتی ممبر چنے گئے، برسوں سے وہ امارت شرعیہ کے ارباب حل وعقد اور شوری کے رکن تھے، نومبر ۲۰۱۵ء میں جب امیر شریعت کے انتخاب کے لئے ارباب حل وعقد کی میٹنگ ارریہ میں بلائی گئی تو وہ اس مجلس کے صدر منتخب ہوئے اور اجلاس کے موقع سے موجودہ امیر شریعت کا نام انہوں نے ہی اپنے مخصوص لب ولہجے میں مجمع کے سامنے پیش کیا، جس کی تائید سبھی نے ہاتھ اٹھا کر کی اور اس طرح امیر شریعت سابع کے انتخاب کی کاروائی بآسانی اختتام پذیر ہوئی۔

مولانا کو اللہ رب العزب نے ذہانت وفطانت کے ساتھ وجاہت ظاہری بھی عطا کیا تھا، وہ بڑے خوبصورت گورے چٹے، دراز قامت اور متناسب الاعضاء تھے، سر پر دیوبندی اونچی ٹوپی وجاہت میں اور اضافہ کرتی تھی، مولانا امت مسلمہ کے خیر خواہی اور ان کو صحیح رخ دینے کے لئے پوری زندگی کوشاں رہے، اصلاح معاشرہ ان کی زندگی کا نصب العین تھا۔

مولانا سے میری کئی ملاقاتیں تھیں، امارت شرعیہ آنے سے پہلے کئی بار سمراہی وغیرہ جانا ہوا تھا، تو تھوڑی دیر مولانا سے ملاقات کے لئے رکنا ہوتا تھا، مولانا کی ضیافت سے لطف اندوز ہوتا، پھر جب امارت شرعیہ آیا اور مسلم پرسنل لا بورڈ کے پروگرام میں مولانا کا آنا جانا ہوا تو وہاں بھی ملاقاتیں رہیں، شروع کے دنوں میں ارریہ ضلع میں وفد کا دورہ میری قیادت میں ہی ہوا تھا، انہوں نے اس موقع سے فاربس گنج میں زبردست پروگرام کرایا تھا اور اپنی ساری توانائی اس اجلاس کو کامیاب کرنے میں لگادی تھی، امارت شرعیہ کے جوگبنی دار القضاء کی تعمیر کے لئے ان کی بہترین توانائی صرف ہوئی، مختصر یہ کہ مولانا میں بڑی خوبیاں تھیں اب اتنی خوبیوں والے افراد کم ملا کرتے ہیں، ایک جگہ باون سال امامت کے فرائض انجام دیتے رہنا اور مستقل مزاجی کے ساتھ کام کرنا، یہ خود اپنے میں بڑی کرامت ہے، ورنہ امام کا چند سال ایک جگہ پر رہنا آسان نہیں ہوتا، چہ جائے کہ باون سال۔

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

کتابوں کی دنیا

: ایڈیٹر کے قلم سے

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

چند ماہ قبل اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے اہل سنت والجماعت کے مذہب کے خلاف بعض اہل علم کی رائے سامنے آئی تھی، اس کی وجہ سے مسلمانوں میں عمومی ہیجان پیدا ہوا تھا، استاذ ذی وقار کی رائے سے اہل علم کو اتفاق نہیں تھا، لیکن شاگردوں نے استاذ کی طرف سے مورچہ سنبھال لیا تھا، جس میں دلائل کی پختگی کم عقیدت کا عنصر زیادہ تھا، چنانچہ بعض دوسرے اہل علم نے صحابہ کے سلسلے میں جمہور اہل سنت والجماعت کے موقف کو آج کے دور میں مبرہن اور مدلل کرنے کے لئے کتابیں لکھیں، انہیں میں سے ایک کتاب "اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم" ہے جو مولانا مفتی شکیل منصور القاسمی شیخ الحدیث ومفتی سورینام جنوبی امریکہ کی تصنیف لطیف ہے، وہ بہار کے ضلع بیگوسرائے کے باشندہ ہیں، لکھنے پڑھنے کا بہت اچھا بالیدہ ذوق رکھتے ہیں، علمی مباحث میں سوشل میڈیا پر بھی سرگرم رہتے ہیں، مصنف نے اس کتاب کو ایک مضمون قرار دیا ہے باقاعدہ تصنیف نہیں، چھیانوے صفحات پر مشتمل تحقیقی انداز میں اس تصنیف کو مضمون قرار دینا مصنف کی تواضع اور انکساری کی طرف مشیر ہے، مفتی محمد شاہنواز قاسمی (جو بیگوسرائے کے ہی رہنے والے ہیں اور فکر معاش کے حوالہ سے کویت میں مقیم ہیں) نے عربی حوالہ جات کی اردو میں ترجمانی اور تعدیل کا کام کیا ہے، اسی لئے سرورق پر معاون مرتب کی حیثیت سے موصوف کا بھی نام درج ہے۔ اس کتاب میں "صحابی کی لغوی واصطلاحی تعریف، صحابہ کی شان، عظمت وتقدس ان کی عدالت وثقاہت کی حقیقت، مشاجرات صحابہ میں جمہور ائمہ کا نقطۂ نظر، اصحاب رسول کی تنقید، تنقیص وتخریج کی حرمت پر اجماع امت جیسے مضامین پر فاضلانہ ومحققانہ بحث" کی گئی ہے۔

سخنہائے گفتنی کے تحت مصنف نے پوری کتاب کا خلاصہ ان الفاظ میں پیش کیا ہے: "وہ انبیاء کی طرح گرچہ معصوم نہیں تھے، لیکن بربناء بشریت اجتہادی واضطراری جو غلطیاں ان سے ہوئیں، رب کریم نے سب پر معافی کا قلم پھیر کر علی الاطلاق سب کو اپنی رضا کا پروانہ "رضی اللہ عنہم" عطا کر دیا، برگزیدہ پاک باز، پاک طینت، وفا شعار وجاں نثار یہی وہ جماعت ہے جن کے ذریعہ ہم تک قرآن وسنت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پہونچی" آگے لکھتے ہیں کہ "اگر تنقید وتنقیص کے ذریعہ انہیں غیر معتبر قرار دے دیا گیا تو پھر اسلام کی عمارت ہی منہدم ہو جائے گی"۔ کتاب مدلل ہے اور حاشیہ پر اصل عربی عبارت کی تخریج نے کتاب کی اہمیت میں غیر معمولی اضافہ کر دیا ہے، یہ مکتبہ احسان لکھنو سے شائع ہوئی ہے، خوبصورت چھپی ہے، اغلاط بھی میری نظر میں نہیں آئے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پروف پر خصوصی توجہ دی گئی ہے، قیمت درج نہیں ہے، مطلب ہے کہ مفت مل سکتی ہے، کتاب انتہائی مفید ہے اور آج جب عقائد میں افراط وتفریط کا دور ہے، ضرورت ہے کہ اسے ہر گھر تک پہونچایا جائے، تاکہ جمہور اہل سنت کا یہ عقیدہ نئی نسلوں کے ذہن میں محفوظ ہو جائے کہ "صحابہ خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے سب کے سب ثقہ، عادل، قابل اعتبار واسناد ہیں، ان کی ثقاہت وعدالت پر نصوص قطعیہ موجود ہیں، بلا چوں وچرا ان کی ثقاہت کو ماننا ضروری ہے"

دیرینہ خواب کی تعبیر

محمد امام الہدی انور آفاقی (ولادت ۷/اگست ۱۹۵۴ء) بن حاجی محمد نور الہدی بن مولوی عبدالجلیل بن واعظ الدین ساکن دربھنگہ مشہور شاعر اور ادیب ہیں، نثر ونظم پر یکساں قدرت رکھتے ہیں، ان کا شعری مجموعہ "لمسوں کی خوشبو" شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہے، مجھ سے بارہا کہا گیا کہ اس مجموعہ پر میں کچھ لکھوں، لیکن جب بھی ارادہ کیا لمسوں کی خوشبو نے مشام جاں کو اس قدر معطر اور دل ودماغ کو اس قدر مدہوش کیا کہ آج تک اس قرض کی ادائیگی کی نوبت نہ آسکی، ہوسکتا ہے کہ ڈھلتی عمر میں یہ مدہوشی باقی نہ رہے، اور دیر سے ہی سہی اس پر کچھ اظہار خیال کرسکوں، فی الوقت میرے مطالعہ میں انور آفاقی کا سفرنامہ "دیرینہ خواب کی تعبیر" ہے۔ اس سفرنامہ کے کلیدی کردار ڈاکٹر منصور خوشتر، ڈاکٹر انتخاب ہاشمی اور انور آفاقی ہیں، پھر جیسا کہ سفرنامہ میں ہوتا ہے، لوگ ملتے جاتے ہیں اور کارواں بنتا جاتا ہے، اس سفرنامہ میں بھی دو جوان اور ایک پختہ عمر تجربہ کار (بوڑھا لکھنے میں ڈر لگتا ہے) نے کشمیر کی برف پوش وادیوں کا سفر کیا، شالیمار اور نشاط باغ کے دلکش نظاروں نے مسافر کو مسحور کیا، وہاں کی ادبی شخصیتوں سے ملاقات اور ان سے مکالمے نے اس سفرنامہ کو نیا تنوع اور نئی وسعت بخش دی ہے، یہ سفر نگینہ انٹرنیشنل کی دعوت پر ہوا تھا، جس میں ڈاکٹر منصور خوشتر کی کتاب "اردو زبان کی پیش رفت" کا اجراء عمل میں آیا، یہ ایک تقریب تھی، اور کہنا چاہئے کہ کچھ تو تقریب بہر ملاقات چاہئے، چنانچہ یہ تقریب ملاقات کا بہانہ بن گئی، تینوں رہروان آشفتہ سر نے گلمرگ کی برفیلی وادی، شہنشاہ پیلس، ڈک جھیل وغیرہ میں خوب مٹر گشتی کی اور اس کا نقشہ انور آفاقی نے الفاظ میں اس طرح کھینچا کہ سارے مناظر چلتے پھرتے نظر آتے ہیں، انور آفاقی نے اس سفرنامہ کی یادگار تصویروں کو بھی کتاب کا حصہ بنا دیا ہے، البتہ یہ تصویریں اگر رنگین ہوتیں تو اس کے دیکھنے کا مزہ ہی کچھ اور ہوتا اور اسے "گناہ بے لذت" کے زمرہ میں ڈالنا ممکن نہیں ہوتا۔

انور آفاقی کی زبان بڑی سلیس ہے، سلاست کے ساتھ ادبیت لئے ہوئے، کتاب کے صفحات چھیانوے ہیں، ملنے کے پتے کئی ہیں، لیکن آپ بک امپوریم سبزی باغ پٹنہ سے ایک سو پچاس روپیہ دیکر حاصل کر سکتے ہیں، ایک سو پچاس روپیہ اس خوبصورت کتاب کے لئے جیب سے نکال دینا مہنگا نہیں ہے، مفت میں کشمیر کی سیر کا ارادہ کرنے والے اس کتاب کی طرف للچائی نظروں سے نہ دیکھیں، کتاب کا انتساب "گلمرگ کے سیلج کارٹ کھینچنے والے ان مزدوروں کے نام ہے، جن کی آنکھیں آج بھی روشن مستقبل کا خواب دیکھتی ہیں" کتاب خوبصورت چھپی ہے، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس نے اپنی روایت کو برقرار رکھا ہے، ڈاکٹر محمد اجیر آزاد کے ان جملوں میں بڑی صداقت ہے:

"یہ سفرنامہ کشمیر کے قابل دید مقامات، اس کا فطری حسن اور موجودہ صورت کا آئینہ ہے، یہ ایک ایسے ادیب کا سرمایہ

موبائل فون کی تباہ کاریاں

مولانا ابوالمکارم صاحب معروفی

دور جدید کی ایجادات میں سے موبائل فون ہر فرد بشر کے لئے جز ولاینفک بن گیا ہے، اس کے ذریعہ لوگ منٹوں سکنڈوں میں ایک دوسرے سے رابطہ کر لیتے ہیں، چاہے دنیا کے کسی بھی گوشے میں ہوں اس کی وجہ سے طویل ترین مسافتیں مختصر ہوگئی ہیں، لیکن خیر وشر اور نفع ونقصان کے لحاظ سے موبائل فون کو دو خانوں میں بانٹ سکتے ہیں:

(۱) موبائل فون کو صالح ونفع بخش مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے تو اس کے فوائد اس قدر ہیں کہ شمار نہیں کئے جاسکتے اس کے ذریعہ لوگوں تک دینی، ملی، اصلاحی، سماجی، اخلاقی اور ادبی مضامین میسیج کئے جاسکتے ہیں، غیر مہذب قوموں تک تہذیب وثقافت کی باتیں ارسال کی جاسکتی ہیں، تبلیغ ودعوت کا کام بآسانی کر سکتے ہیں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے سکتے ہیں، دینی علمی مواد کی تلاش وفراہمی، تجارت، بزنس، بینکنگ، ٹکٹ سازی، ٹیکسی وغیرہ کی بکنگ اور ان کے علاوہ بے شمار ایسے دینی ودنیاوی مصالح ومقاصد ہیں جن کی انجام دہی موبائل فون کے ذریعہ آسان ہوگئی ہے۔

(۲) جہاں اس کے بے شمار فوائد ہیں وہیں ان گنت نقصانات بھی ہیں، اگر برے مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے تو یہی موبائل فون خرابیوں، برائیوں اور فواحش ومنکرات کا سر چشمہ بن سکتا ہے، استعمال کرنے والوں کے اخلاق وکردار حیا وپاک دامنی اور ایمان واسلام کے لئے زہر ہلاہل اور توبہ شکن توپ کا کھلا ہو دہانہ ہے، یقیناً اس کے دونوں دروازے کھلے ہوئے ہیں، صارفین اپنے اپنے ذوق وشوق اور مزاج ومذاق کے مطابق استعمال کرتے ہیں۔ ''وللناس فیما یعشقون مذاهب.''

یہ لکھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ اس پرفتن دور میں موبائل فون کا استعمال صالح ونفع بخش مقاصد کے لئے کم اور برے اور نقصان دہ مقاصد کے لئے زیادہ ہو رہا ہے، جس کے نتیجہ میں معاشرے میں نت نئی خرابیاں اور گوناگوں فواحش ومنکرات کا شیوع ہو رہا ہے، فتنے روز بروز بڑھتے جارہے ہیں، فتنوں کے دہکتے ہوئے انگاروں سے سماج جھلس رہا ہے، پہلے جو خرابیاں سینما گھروں تک محدود تھیں، اب وہ برائیاں لوگوں کے جیبوں میں پائی جاتی ہیں، لوگ اپنے ساتھ لے کر گھومتے ہیں، جس سے پنپنے والی برائیاں سماج اور معاشروں کو گندہ پراگندہ کر رہی ہیں۔

نوجوانوں میں بے راہ روی اور بے حیائی کو فروغ دینے میں موبائل فون نے نہایت بنیادی اور کلیدی کردار ادا کیا ہے، فون پر گفتگو سے شروع ہوئی محبت کے نتیجے میں کتنی ہی دوشیزائیں گھروں سے بھاگ چلی ہیں اور اپنی قیمتی جان اور بیش قیمت ایمان گنوا چکی ہیں۔ موبائل فون پر فحش ویڈیو اور بلو فلمیں دیکھنے کے نتیجے میں نوجوان نسل جنسی جرائم کے دلدل میں جارہی ہے، زناکاری وبدکاری جیسے قبیح گناہوں کا بازار گرم ہوتا جارہا ہے، اس میں نوجوانوں کے علاوہ نوخیز بچے بھی ملوث نظر آتے ہیں۔ موبائل فون کا ایک بہت بڑا فتنہ گانا سننا اور فلمیں دیکھنا ہے، بوڑھے جوان، ماں بیٹی اور بھائی بہن ایک ساتھ بیٹھ کر فلمیں دیکھتے اور گانے سنتے ہیں، گانا سنا کر فلمیں دکھا کر بچوں کو بہلایا جاتا ہے، گانے بجانے کے ایک سے بڑھ کر ایک آلے خریدے جاتے ہیں، اور گھروں میں فل والیوم سے بجائے جاتے ہیں، جب بچے پیدا ہوتے ہیں تو یہ آوازیں ان کے کانوں میں پڑتی ہیں، ایسے مسموم ماحول اور معاشرے میں پروان چڑھنے والے بچوں پر شیطانی آواز کی ظلمتیں چھائی ہوئی ہوتی ہیں، اور یہ معصوم کلیاں قبل از وقت کھل جاتی ہیں، شیطانی اثرات سے بھرپور فضا اور ظلمت کدہ میں پروان چڑھنے اور پرورش پانے کی وجہ سے گانے بجانے اور موسیقی کے گناہ ہونے اور اس کی ظلمت کا احساس ختم ہوگیا ہے، اللہ بچائے یہ انتہائی خطرناک اور سنگین بات ہے، کہ دل سے گناہ کی برائی کا احساس ختم ہو جائے۔

گانے بجانے اور موسیقی کے آلات خریدنے والے، غنا ومزامیر کا کاروبار کرنے والے سن لیں کہ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا انجام رسوا کن اور دردناک عذاب ہے، ارشاد باری ہے **ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل الله بغیر علم ویتخذها هزوا اولئک لهم عذاب مهین** (لقمان: ٦)

ترجمہ: بعض لوگ ایسے ہیں جو ان باتوں کے خریدار ہیں، جو اللہ سے غافل کرنے والی ہیں تاکہ بے سوچے سمجھے لوگوں کو اللہ کے راستے سے بھٹکائیں ایسے لوگوں کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔ اکثر وبیشتر مفسرین کا قول ہے کہ آیت کریمہ میں لہو الحدیث سے مراد گانا بجانا اور موسیقی کے آلات ہیں، (اغاثة اللهفان) یہ آیت کریمہ بتارہی ہے کہ گانے بجانے اور موسیقی کے الات لوگوں کو راہ خداوندی سے بھٹکانے والے اور گمراہ کرنے والے ہیں۔ قرآن پاک کی دوسری آیت بتارہی ہے کہ گانا بجانا شیطان کی آواز ہے، جب شیطان کو جنت سے نکالا گیا اور راندۂ درگاہ کیا گیا تو اللہ کے سامنے اپنے عزائم اور ارادے کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا **لئن اخرتین الی یوم القیامة لاحتنکن ذریته الا قلیلا** (الاسراء: ٦٢) ترجمہ: اگر تو نے مجھے قیامت کے دن تک مہلت دی تو میں اسکی اولاد میں سے تھوڑے سے لوگوں کو چھوڑ کر سب کو اپنے بس میں کروں گا۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے کہا تھا، جتنا زور لگا سکتا ہے لگالے، تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لئے جہنم تیار ہے، لیکن میرے نیک بندے تیرے جال سے محفوظ رہیں گے۔ ارشاد باری ہے کہ: اور ان میں سے جن پر تیرا قابو چلے انہیں اپنی آواز سے بہکالے، اور اپنے سواروں اور پیادوں کی فوج چڑھالا، اور ان کے مال واولاد میں اپنا حصہ لگالے اور ان سے خوب وعدے کر لے اور شیطان ان لوگوں سے بالکل جھوٹے وعدے کرتا ہے۔ مفسرین کے بقول اس آیت میں شیطان کی آواز سے ہر وہ آواز مراد ہے جو اللہ کی نافرمانی اور معصیت کی طرف بلاتی ہو جس میں گانا بجانا بھی داخل ہے (اغاثة اللهفان) معلوم ہوا کہ گانا بجانا شیطان مردود کی آواز ہے اس کے ذریعہ شیطان لعین بندگان خدا کو گمراہ کرتا ہے اور اپنے داؤ میں پھنساتا ہے۔ روایات وآثار میں ہے گانا بجانا شیطانی عمل ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک مرتبہ چھوٹی سی بچی کے پاس سے گذرے جو گانا گارہی تھی، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس لڑکی کو گاتے ہوئے دیکھ کر فرمایا ان

اس حدیث میں حضرت ابن عمرؓ نے گانے بجانے کو شیطان کے کام سے تعبیر فرمایا ور فرمایا کہ یہ بچی شیطان کے دام میں پھنس گئی ہے اور گانے بجانے میں مشغول ہے، معلوم ہوا کہ گانا بجانا اور موسیقی شیطانی عمل ہے۔

لیکن افسوس صد افسوس ہے کہ قرآن واحادیث میں جتنی شدت کے ساتھ اس کی ممانعت آئی ہے اور اس کی مذمت کی گئی ہے آج اتنی ہی شدت سے مسلمانوں کے گھروں میں گانا بجانا پایا جارہا ہے، ہر گھر موسیقی خانہ بنا ہوا ہے، ہر گھر میں گانے بجانے کی آوازیں گونج رہی ہیں، الا ماشاء اللہ، ورنہ ہر گھر میں یہ نحوست گھس چکی ہے، اور گھر کے ہر کمرے میں اور کمرے کے گوشے گوشے میں شیطانی آواز کی نحوست پھیل چکی ہے۔ اس کے نتیجہ میں آج ہر شخص پریشان ہے، اس کی نحوست سے ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں، ہمارے مقاصد پورے نہیں ہوتے، ہم ذلت وپستی میں جارہے ہیں، ہمارے سروں پر ادبار کی گھٹائیں چھارہی ہیں، یہ سب کیوں؟ اس لئے کہ ہم نے اپنے گھروں کو موسیقی خانہ شیطانی عمل اور طاغوتی آواز کا مرکز بنا رکھا ہے، گھر کے گوشے گوشے میں گانے بجانے کی نحوست اور شیطانی اثرات پھیلے ہوئے ہیں، ایسی صورت میں اللہ کی رحمت نازل ہوگی یا اللہ کا عذاب اترے گا؟

فرشتے کیسے آئیں گھر میں تیرے ☆☆☆ لگا ہے چھت پر انٹینا کا پہرہ

اگر واقعۃً اللہ بزرگ وبرتر کے سامنے حاضر ہونے کا احساس ہے تو اہتمام کے ساتھ اپنے آپ کو اور گھر والوں کو اس سے بچانے کی فکر کرنی چاہئے، گھروں کو پاکیزہ بنانے کی اور اس بلا کو ختم کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اپنی رحمت سے ہم سب کو اس سے محفوظ رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں!!!

تشدد مہذب سماج کا شیوہ نہیں

دنیا میں تشدد کا رجحان دن بدن بڑھتا جارہا ہے جو ہر مذہب معاشرے خاص طور پر کسی جمہوری سماج کے لئے ایک زبردست خطرہ ہے، کیونکہ جب انسانی تمدن اپنے ابتدائی دور میں تھا تو اس میں جنگل کا قانون رائج تھا یعنی جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا اصول دنیا پر نافذ تھا جو جب اور جہاں چاہتا کمزور کی جان ومال اور عزت وآبرو پر ہاتھ ڈال دیتا، اس کا حق غصب کر لیتا اس کی بے بسی اور مجبوری سے فائدہ اٹھاتا اور کسی کی مجال نہ تھی اس کا ہاتھ پکڑ کر اس ظلم سے اس کو روک سکے سوائے اس کے کہ اس سے زیادہ کوئی زور آور شخص اس کے مد مقابل آجائے، یہ قانون صرف جنگل میں ہی چل سکتا تھا کیونکہ وہاں صرف وحشی درندوں کا راج ہوتا جو زیادہ طاقتور ہوتے اور جو کمزور ہوتے انہیں اپنی بقاء کے لئے جدوجہد کرنی پڑتی لیکن جب سے انسانی تمدن نے ترقی کی اور انسان نے مہذب انسانوں کی طرح رہنا بسنا شروع کیا تو اس کے بعد انسان کے بنیادی اقدار کو فروغ حاصل ہوا اور کمزوروں کے لئے جینے اور پھلنے پھولنے کے حق کو تسلیم کیا گیا، معاشرہ میں ظلم واستحصال اور ناانصافی کو ختم کرنے ظالم کا ہاتھ پکڑنے اور خطاکاروں کو سزا دینے کا طریقہ رائج ہوا۔

لیکن آج کے ترقی یافتہ دور کی بدقسمتی یہ ہے کہ مادی ترقی نے انسانیت کو اس بلند مرتبہ سے نیچے گرادیا ہے اس کا اخلاق اور روحانی وجود مادی ترقی کی چمک ودمک کے آگے ماند پڑ گیا ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ خود غرضی، مفاد پرستی، طبقاتی کشمکش، نسلی امتیاز، گروہی عصبیت، ظلم وناانصافی اور سب سے بڑھ کر تشدد کے رجحان میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ ہر طاقتور کمزور کے کندھوں پر سوار ہو کر اوپر اٹھنے کی کوشش میں مصروف ہے اور اس بات کی ذرا بھی اس کو فکر نہیں کہ اس کے اس عمل سے کس کے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے۔ کس کا حق تلف ہو رہا ہے، کس پر بے جا ظلم ہو رہا ہے اور کیونکر انسانی اقدار کا جنازہ اٹھ رہا ہے۔ تشدد کا یہ رجحان آج ہمارے ملک میں بھی نہایت تیزی سے پروان چڑھ رہا ہے جو ایک تشویشناک بات ہے کیونکہ ہمارے ملک میں جمہوری طرزِ زندگی رائج ہے جس کا خاصہ ہے کہ اختلاف رائے کو پوری فراخ دلی سے برداشت کیا جائے اور باہمی اختلافات کو پوری خندہ پیشانی سے گفت وشنید کے ذریعہ طے کیا جائے، ہمارے ملک میں شہریوں کو یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کریں اور ان کے حصول کے لئے احتجاج کی راہ بھی اپنائیں لیکن یہاں کی جمہوری اقدار کا تقاضا یہ ہے کہ ان کا یہ احتجاج پرامن ہو اور حقیر سیاسی مفادات کے لئے وہ تشدد کا مظاہرہ نہ کریں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو تشدد کے اس ملک گیر رجحان کو بڑھاوا دینے کی سب سے زیادہ ذمہ داری تین باتوں پر نظر آتی ہے ایک اقتصادی نابرابری دوسرے سماجی ناانصافی اور تیسری فرقہ وارانہ فسادات کے طویل سلسلہ پر قومی ضمیر کی بے حسی، کیونکہ سماجی تفریق وتقسیم کے باعث ہمارے یہاں عرصہ سے سیاسی واقتصادی طاقت چند مخصوص طبقوں میں گردش رہی ہے۔ آزادی کے بعد کی ترقی سے بھی زیادہ فائدہ ان ہی طبقوں نے اٹھایا ہے۔ پہلے عام ناخواندگی کے سبب اس خلش کو زیادہ محسوس نہیں کیا جاتا تھا لیکن آج حالات بدل رہے ہیں۔ تعلیم کا دائرہ پھیل رہا ہے، عوام نئے نئے نظریات سے متعارف ہو رہے ہیں اور ان کے سامنے معیار زندگی کا ایک دلکش نمونہ ہے، اس لئے نئے عہد کا انسان صرف اس وجہ سے کہ ہمیشہ سے یہی ہوتا آتا ہے ہر چیز کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ جب اسے اپنے اندر اٹھنے والے سوالات کا کوئی معقول جواب نہیں ملتا تو وہ ان بندھنوں کو توڑ ڈالنے پر آمادہ ہو جاتا ہے جنہوں نے اس کے لئے زندگی کو نعمت کے بجائے زحمت کا درجہ دے دیا ہے، تشدد کے موجودہ مظاہروں کو اگر غور سے دیکھا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ یہ ہمارے سماج کا بڑھتا ہوا فرق ہے، لیکن اس کی وجہ سے تشدد کو جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔ دنیا کے تمام مذاہب کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہر قابل ذکر مذہب میں ایسی تعلیمات اور ہدایات موجود ہیں جن سے تشدد کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے اور جن میں باہمی اختلافات کو فراموش کر کے خدا کے واسطے متحد ہونے اور ایک دوسرے کے کام آنے کی تعلیم دی گئی، ہمارا ملک ہندوستان تو شروع سے عدم تشدد کے فلسفہ کا علمبردار رہا ہے یہاں مہاویر، گوتم بدھ، چشتی، نانک اور آخر میں مہاتما گاندھی نے تشدد کے مقابلہ میں عدم تشدد یا اہنسا کی ضرورت واہمیت

اہمیت انسان کی یا حیوان کی؟

مولانا محمد احمد سجادی صاحب کارکن امارت شرعیہ

اس وقت ملک کے چند شر پسند عناصر ملک کے سادہ لوح عوام کے ذہنوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مختلف قسم کے بیجا اعتراضات کر کے نت نئے شکوک وشبہات پیدا کرنے میں لگے ہوئے ہیں، تاکہ مسلمان اپنا حوصلہ کھو بیٹھیں اور مسلم وغیر مسلم بھائیوں کے درمیان دوریاں پیدا ہوجائے انکے اعتراضات میں سے ایک اعتراض ''جیو ہتیا'' ہے۔ ابتداء میں تو وہ اس اعتراض کو بڑے تیکھے انداز میں پیش کیا کرتے تھے کہ ''مسلمانوں کے اندر نرم روی و ہمدردی نام کی کوئی چیز نہیں ہے، وہ بے زبان جانوروں کو بڑی بے دردی کے ساتھ ذبح کر دیتے ہیں''۔ مگر جب وہ اپنے اس حربہ میں کامیاب نہ ہو سکے تو انکے اس اعتراض کا انداز بدل گیا، اب وہ اسے نہایت ہی ہمدردانہ و دردمندانہ طریقہ سے ملک کے بھولے بھالے عوام کے سامنے کچھ اس طرح سے پیش کرتے ہیں کہ ''جان تو جان ہوتی ہے خواہ کسی کی بھی ہو'' یہ ایک ایسا درد بھرا جملہ ہے، جو موجودہ دور میں ہندوستانی مسلمانوں کے خلاف برادران وطن کو اکسانے، انسانوں کی جان سے زیادہ جانوروں کی زندگی کو اہمیت دینے اور جانوروں کے حقوق کو انسانی حقوق پر فوقیت دینے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اس جملہ کا تعلق بظاہر تو دردمندی سے ہے مگر حقیقتاً اس میں شاطرانہ عقلمندی پوشیدہ ہے، جس کی آڑ میں بے قصور مسلمانوں کو آئے دن آسانی سے موت کے گھاٹ اتار دیا جا رہا ہے، اگر جانوروں کی جان سے ہمدردی ہے تو چند ایک جانور کی جان ہی انکے نزدیک انسانی زندگی کے مقابلہ میں اہم کیوں ہے؟ کیوں صرف گؤ رکچھا کے نام پر مسلم ماؤں اور بہنوں کا سہارا چھین لینا ان کا مقصد زندگی بن چکا ہے؟ مطلب صاف ہیکہ صرف اسی ایک جانور کو مذہبی جذبات کا سہارا بنا کر کمزوروں پر ظلم وستم کو انجام دیا جا رہا ہے تو بیکار میں سارے جانوروں کے پیچھے کیوں پڑنا، بقیہ جانوروں میں تو ہمارے برادران وطن کو ''جان تو جان ہے خواہ کسی کی بھی ہو'' والا جملہ نظر ہی نہیں آتا اور حد تو یہ ہیکہ ہمارے دوسرے نادان بھائی بھی انکے فریب میں آ کر انہیں ہی جانوروں کا اصلی ہمدرد سمجھ بیٹھے ہیں۔

اگر مان بھی لیا جائے کہ فقط ایک یہی جانور برادران وطن کے مذہبی جذبات کا حصہ ہے، اسلئے وہ اس کے بچاؤ کیلئے ہمیشہ ایک خاص طبقہ کو نشانہ پر لئے رہتے ہیں، تو کیا صرف یہی خاص طبقہ (قوم مسلم) انکے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کا ذمہ دار ہے؟ نہیں! بلکہ مسلمانوں سے کہیں زیادہ ہمارے برادران وطن اس کے ذمہ دار ہیں۔ کیونکہ ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد انکے قول کے مطابق ۱۵ ر فیصد سے کچھ زائد ہے اور برادران وطن تعداد میں مسلمانوں سے کئی گنہ بڑھ کر ہیں اور سرکار بھی انہیں کی ہے، ان سب کے باوجود سوشل سروے رپورٹ کے مطابق ہندوستان کے بعض صوبوں میں غیر مسلمین بھی پوری آزادی کے ساتھ گائے کا گوشت استعمال کرتے ہیں، جیسے گوا، ناگالینڈ، منی پور وغیرہ اب ذرا کوئی یہ بتائے کہ انہیں ظلم وستم کا نشانہ کیوں نہیں بنایا جاتا؟ کیا انکی وجہ سے برادران وطن کے مذہبی جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچتی؟ کیوں بف کمپنیوں کے خلاف برادران وطن کی زبانیں نہیں کھلتیں؟ اور کھلے بھی کیسے؟ جبکہ دسیوں بڑی بیف کمپنیوں کے مالک تو خود غیر مسلمین ہیں، چاہے وہ الکبیر ہو پرائیویٹ لمیٹیڈ ہو یا النورا ایکسپوٹرس یا پھر عربیین ایکسپوٹرس ہو دراصل انہیں اچھی طرح معلوم ہیکہ اگر ہندوستان میں کوئی قوم کمزور ہے تو وہ مسلم قوم ہے جنکے مذہبی رہنماؤں کیلئے اپنی قوم پر ہوئے ظلم کے دفاع میں محض یہ کہہ دینا کافی ہوتا ہے کہ ہم اس ظلم اور درندگی کی کڑی مذمت کرتے ہیں، اپنے دفاع میں انہیں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں آتا، اس لئے انہیں کو نشانہ پر لو۔ اور رہ گئے ہمارے وہ ہندو بھائی جو گائے کا گوشت کھاتے ہیں تو انہیں انکے حال پر چھوڑ دو، انہیں کچھ نہ کہو، کیونکہ ہمیں ان سے کام بھی تو لینا ہے'' جئے شری رام، وندے ماترم اور بھارت ماتا کی جئے'' کے نعرہ پر سب کو مسلمانوں کے خلاف اکٹھا بھی تو کرنا ہے۔ اب جو ہندو بیف کھاتے ہیں وہ بھی خوش کہ ہمیں تو کوئی پریشانی نہیں ہے مسلمان مر رہے ہیں تو مرنے دو۔ انکے اس رویئے کو دیکھ کر ایک کہاوت یاد آتی ہے ''چور چور موسیرے بھائی'' کہ دونوں پارٹیاں ایک دوسرے کے ساتھ اپنا اپنا مطلب نکالنے کے لیے کاندھے سے کاندھا ملائے ہوئی ہیں اور بدنام صرف مسلمان ہو رہے ہیں۔

اور اگر مسلمان جانوروں کو ذبح کرتے بھی ہیں تو ہندو مذہب کے نظریہ کے مطابق اس میں ہندو بھائیوں کا ہی فائدہ ہے اور وہ اس طرح کہ ہندو مذہب کے عقیدہ کے مطابق براعمل کر کے مرنے والوں کو دوبارہ جانور بنا کر پیدا کیا جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ انسانی روحیں حیوانی جسموں میں قید ہو جاتی ہیں، اب اگر ان روحوں کو آزادی دلانی ہے تو حیوانوں کو ذبح کرنا ہوگا، لہٰذا اسلام میں جو جانوروں کو ذبح کرنے کا تصور ہے وہ برادران وطن کے پنر جنم کے عقیدہ کے مطابق حیوان کا ذبح کرنا ان انسانی روحوں کے فائدہ کیلئے ہوا جنہیں انکے برے اعمال کی وجہ سے حیوانی جسموں میں قید کر دیا گیا تھا، لہٰذا انسانی روحوں کی آزادی کیلئے جانوروں کو ذبح کرنا ضروری ہوگیا۔

اب اگر برادران وطن کی طرف سے یہ اشکال ہو کہ جب جانوروں کو ذبح کرنے کا تصور اسلام میں مذکورہ بالا فائدہ کیلئے ہے تو مسلمان تمام اقسام کے جانوروں کو ذبح کیوں نہیں کرتے؟ کیوں وہ مخصوص اقسام کے جانوروں کو ذبح کرتے ہیں، وہ شیر، چیتا، ہاتھی، باگھ، لومڑی، سیار اور مختلف قسم کے درندوں کو بھی تو ذبح کر سکتے ہیں، مگر وہ ایسا نہیں کرتے، آخر کیوں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں دو قسم کے جانوروں کو پیدا فرمایا ہے، ایک وہ جن کا گوشت انسانی جسم کیلئے فائدہ مند ہے، اس سے جسم میں طاقت پیدا ہوتی ہے، خون میں اضافہ ہوتا ہے اور بیماریوں سے لڑنے کی طاقت ملتی ہے۔ اور دوسرے وہ جانور جن کا گوشت انسانی جسموں کیلئے نقصان دہ ثابت ہوتا ہے خصوصاً درندوں کے گوشت سے نقصان پہنچنے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے، مثلاً مزاج کا درندہ صفت ہو جانا، بداخلاق ہو جانا محبت اور نرمی کو بھول کر نفرت وعداوت کا بازار گرم کرنا اور مختلف قسم کے جسمانی امراض میں گھر جانا وغیرہ۔ اسی لئے مسلمان درندوں کو چھوڑ کر چرندوں میں سے حلال جانوروں کو ذبح کر کے انکا گوشت استعمال کرتے ہیں۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ درندوں کے گوشت سے نقصان تب ہوگا نہ جبکہ اسے انسان اپنی خوراک بنائیگا، اگر اس کا گوشت کوئی استعمال ہی نہ کرے تو کم سے کم انسانی روحیں تو اس جسم کی قید سے آزاد ہونگی اور یہی فائدہ کیا کم ہے؟ کہ کسی انسانی روح کو رہائی مل جائے۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہیکہ درندوں سے جنگلات کی حفاظت ہوتی ہے، اگر جنگلوں سے انسانی زندگی کا جینا دوبھر ہوجائے گا، اب کون بیوقوف کہے گا کہ انسان مرے تو مرے مگر حیوان کو مار کر انسانی روحوں کو آزادی ضرور دلائی جائے، جبکہ یہ لاحاصل کوشش ہے کیونکہ ایک روح کو آزاد کرنے کے چکر میں مذکورہ بالا خرابیوں کی وجہ سے انسانی زندگی خطرہ میں پڑ جائیگی اور انسان کی روحیں انکے جسموں سے نکلنے کے بعد برادران وطن کے عقیدہ کے مطابق پھر سے جانوروں کے جسموں میں قید ہو جائیں گی، تو اس میں کسی کا بھی فائدہ نہ ہوا، نہ انسان کا اور نہ جانور کا۔

دوسرا جواب یہ ہیکہ اگر درندوں کو ذبح کر کے یوں ہی چھوڑ دیا جائے تو اس کا پورا جسم سڑ گل جائے گا، نتیجہ یہ ہوگا کہ فضا بدبودار ہوگی، پھر بیماریوں کی مہاماری ہوگی اور یہاں بھی انسانوں کی جانیں ضائع ہونگی اور کوئی بھی صاحب عقل ایسا کرنے کی کوشش ہرگز نہیں کریگا کیونکہ ہر ایک کو معلوم ہیکہ انسان کی قیمت جانوروں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہے۔

دراصل جانوروں کو ذبح کرنے میں خود جانوروں کا ہی فائدہ ہے اور وہ اس طرح کہ ذبح کرنے کی وجہ سے انہیں موت کی سختی نہیں جھیلنی پڑتی ہے جو انسانوں کو روح قبض ہوتے وقت جھیلنی پڑتی ہے، نیز یہ کہ انسان اپنے جسم کی بیماری اور اس کا درد بیان کر سکتا ہے برخلاف جانوروں کے کہ وہ بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ جانوروں کو جہاں پاؤ ذبح کر کے اسے طبعی موت کی سختی سے نجات دلا دو، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان جانوروں کے بیمار ہونے اور انکے طبعی موت مرنے سے قبل حالت صحت میں ہی انکا گوشت بقدر ضرورت استعمال میں لایا جائے اور ایسا سب لوگ کرتے ہیں خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ بلاضرورت تو کسی بھی جانور کو ذبح کرنے کی اجازت نہیں خواہ حلال جانور ہو یا حرام۔ اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ تب تو انسانوں کو بھی ذبح کر کے موت کی سختی سے بچا لینا چاہئے جیسا کہ آپ کا قول جانوروں کے بارے میں ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور بالاتفاق جانوروں کے مقابلہ میں انسانوں کی حیثیت اور اہمیت کہیں زیادہ ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر زمانہ میں اس دور کی حکومت انسانوں کے قتل پر مجرموں کو موت یا عمر قید کی سزا دیتی آئی ہے برخلاف جانوروں کے کہ انہیں مارنے کی وجہ سے کسی حکومت نے سزائے موت یا عمر قید کا قانون نہیں بنایا، ہاں یہ الگ بات ہے کہ آج کچھ لوگ قانون توڑ کر ایسا کرنے پر اتارو ہو چکے ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جو جانوروں کی ہمدردی کا جھوٹا ڈھونگ رچتے ہیں اور اس کے علاوہ انسان کے دوست اور رشتہ دار وغیرہ بھی اس بات کی اجازت نہیں دے سکتے، کیونکہ انکی بہت ساری امیدیں اس انسان سے وابستہ ہوتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ مرتے دم تک انہیں اس کے زندہ رہنے کی امید رہتی ہے برخلاف جانوروں کے کہ انکے نزدیک یہ ساری چیزیں مائینے نہیں رکھتیں، یہی وجہ ہے کہ جب دو جوڑی دار جانوروں میں سے کسی ایک کو ذبح کر دیا جاتا ہے تو دوسرا واویلا نہیں مچاتا اور نہ بدلہ لینے کی کوشش کرتا ہے، جبکہ درد وغم اسے بھی ہوتا ہے۔ اور یہ ایسا نہیں ہے کہ وہ بے زبان ہے اسلئے درد وغم اور غصہ کا اظہار نہیں کر پاتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر جانوروں کو انسانوں کے مقابلہ میں کم جذباتی بنایا ہے۔ پس ان سارے وجوہات کی بنا پر انسان کو مارنے میں فساد اور بگاڑ کا قوی اندیشہ ہے، اس لئے آج تک نہ تو کسی حاکم وقت نے اور نہ کسی شریعت نے اس بات کی اجازت دی ہے۔ ہاں! چونکہ حیوان کو ذبح کرنے میں کسی طرح کے فساد کا اندیشہ نہیں ہے، اس لئے عموماً معتبر مذاہب نے ذبح حیوان کی اجازت دی ہے۔

خود منواسمرتی میں جانوروں کا گوشت کھانے کی کھلی اجازت موجود ہے، لکھا ہے کہ ''ہر دن کھائے جانے والے جانوروں کو کھانے والا انسان گنہگار نہیں ہوگا، کیونکہ کھانے والے انسان اور کھائے جانے والے جانوروں کو ایشور نے ہی پیدا کیا ہے'' (منواسمرتی: ادھیائے نمبر: ۵، اشلوک: ۳۰)۔ دوسری جگہ منواسمرتی ہی میں لکھا ہے کہ ''بکرے کے گوشت کو برائے ایصال ثواب کھانے اور کھلانے سے چھ مہینے تک، پرشٹ نامی مرغ کے گوشت سے سات مہینے تک، این نامی مرغ کے گوشت سے آٹھ مہینے اور رورنامی مرغ کے گوشت سے نو مہینے تک لوگوں کے وفات پا چکے آباؤ اجداد کی روحوں کو شانتی ملتی ہے (منواسمرتی ادھیائے: ۳، اشلوک: ۲۶۹) ان ساری باتوں کو دیکھ کر ہندو بھائی کیا کہیں گے؟ جبکہ خود انکی مذہبی کتاب گوشت خوری کو فروغ دے رہی ہے، ظاہر ہے کہ اب انہیں جانوروں کی جان کی اہمیت نظر نہیں آئیگی، کیونکہ دلائل انکے خلاف ہیں اور وہ بھی انہیں کی مذہبی کتابوں سے حق تو یہ ہے کہ اگر یہ لوگ صدق نیت سے اسلامیات کا مطالعہ کریں تو کلمہ پڑھے بغیر نہیں رک سکتے، مگر یہ لوگ ایسا کرنا نہیں چاہتے، یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے قرآن کے اندر انکے سلسلہ میں ارشاد فرمایا: کہ ''انکے پاس دل ودماغ تو ہے مگر یہ حق بات سمجھنا نہیں چاہتے، انکے پاس آنکھیں تو ہیں مگر یہ حقیقت کو دیکھنا نہیں چاہتے، انکے پاس کان بھی ہے مگر یہ سچی بات سننا نہیں چاہتے، انکی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ جانور، جنکے پاس آنکھ، کان اور دل ودماغ ہوتے ہوئے بھی اچھے برے اور صحیح غلط کی تمیز نہیں کر سکتے ٹھیک اسی طرح یہ لوگ بھی ہیں، بلکہ یہ لوگ جانوروں سے بھی ایک قدم آگے ہیں'' (سورہ اعراف: ۱۷۹)

اللہ تعالیٰ نے کفار ومشرکین کا موازنہ جانوروں سے کرنے کے بعد انہیں جانوروں سے بھی کم درجہ اس لئے بتایا: کہ جانور تو صحیح غلط کو پرکھنے میں عقل وشعور نہ ہونے کی بنا پر مجبور ہیں، پھر بھی یہ اپنے مالک کے وفادار ہوتے ہیں حتیٰ کہ اپنے مالک کیلئے اللہ کی راہ میں قربان بھی ہو جاتے ہیں، برخلاف ہمارے نادان غیر مسلم بھائیوں کے کہ یہ لوگ سب کچھ سننے کے باوجود بھی بہرے، سب کچھ دیکھنے کے باوجود بھی اندھے اور سب کچھ سمجھنے کے باوجود بھی بیوقوف ہیں، نیز یہ اپنے خالق ومالک کے وفادار بھی نہیں ہیں، رب کی نافرمانی کر کے انہوں نے ہدایت کا راستہ چھوڑ کر ضلالت وگمراہی میں خود کو ڈال رکھا ہے، رب نے کہا: کہ ''ہم نے انسانوں کو ایک مرد وزن سے پیدا کیا، لہٰذا تم لوگ آپس میں بھائی بھائی ہوئے'' مگر حقیقت یہ ہے کہ آج لوگ آپس میں بھائی کم اور قصائی زیادہ لگنے لگے ہیں، ایسی بات پر آپس میں لڑ پڑتے ہیں کہ جسمیں انکا سوائے نقصان کے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اب کون انہیں سمجھائے کہ یہ لوگ جو کر رہے ہیں اس سے معاشرہ میں صرف فساد اور بگاڑ پیدا ہوگا، سدھار نہیں ہو سکتا، کیونکہ محبت کچھ دیر کے لئے تو نفرت کے مقابلہ میں کم ہو سکتی ہے مگر ہار نہیں سکتی اور محبت والفت اور بھائی چارہ کو بڑھاوا دینا دراصل انسانیت کو فروغ دینا ہے، اسلام اسی بات کا حکم دیتا ہے، اسلام کا یہ حکم قابل قدر بھی ہے اور واجب العمل

گھریلو تنازعات کا شرعی حل

اسامہ شعب علیگ

معاشرے میں گھر کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے، جس میں افراد کے درمیان خوشگوار تعلقات کا ہونا ناگزیر ہے، کیوں کہ اس کا اثر نہ صرف معاشرے پر ہوتا ہے بلکہ ملک کی ترقی پر بھی ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے گھر کے نظم ونسق کو برقرار رکھنے پر خصوصی توجہ دی ہے، اور ہر ایک کا دائرہ کار متعین کر دیا ہے، اب اگر کوئی اپنے دائرہ کار سے نکل کر دوسرے فرد کے دائرہ کار میں دخل دیتا ہے، یا دوسروں کو ان کے فرض کی ادائی کے لئے دباؤ ڈالتا ہے تو یہیں سے گھریلو تشدد کی شروعات ہوتی ہے، انیسویں صدی میں یورپ میں جب سیاسی بیداری آئی تو United Kingdom اور united States سمیت دیگر ملکوں میں بھی اس کے خلاف آوازیں اٹھنے لگیں۔ 1850 میں united States کی Tennessee پہلی ریاست تھی جہاں عورت پر تشدد کے قانون بنا، بیسویں صدی کے آغاز تک پورے یورب میں عورتوں پر تشدد کے خلاف سختی کی جانے لگی تاہم پولس بھی کبھار ہی اس جرم میں کسی کو گرفتار کرتی تھی، 1970 کے آس پاس فیمنیزم عورتوں کے حقوق اور ان کی تحریک کے تحت گھریلو تشدد کے خلاف باقاعدہ آواز بلند کی گئی اور اس کو بطور اصطلاح استعمال کیا جانے لگا تھا۔ امریکہ کے ایک سرکاری ادارہ کے مطابق دو قریبی افراد (مرد اور عورت) جو کسی بھی رشتے میں منسلک ہوں ان میں سے ایک کی جانب سے بدسلوکی کا رویہ، جو وہ دوسرے کے مقابلے میں طاقت اور اس پر قابو حاصل کرنے یا برقرار رکھنے کے لئے ظاہر کرے۔

Merriam.Webster Dictionary کے مطابق جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر قابو پانے کے لئے دھمکی آمیز تشدد کے زمرے میں آتا ہے، یہ شوہر، بیوی، پارٹنر، بیٹے، بیٹی اور خاندان کے کسی بھی فرد کے ذریعے انجام دیا جاسکتا ہے، اس میں جسمانی تشدد، تیزاب ڈالنا، جنسی حملہ، زنا بالجبر، گھناؤنی زبان کا استعمال، ہتک آمیز الفاظ کا استعمال، رقم کو روکنا یا چوری کرنا، اہل خانہ یا دوستوں کے تعلقات کو روکنا، بچوں کو اٹھانے یا نقصان پہونچانے کی دھمکی دینا، شناختی یا امیگریشن کاغذات کو چرانا، طبی دیکھ بھال سے انکار کرنا، گھر میں قید رکھنا اور ملک سے نکالنے کی دھمکی دینا وغیرہ شامل ہیں، اس میں جبرا شادی کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے، بعض لوگوں کو لگتا ہے کہ تشدد دراصل باہمی رشتوں کا ایک فطری نتیجہ ہے، لیکن ایسا نہیں ہے، لوگ عموما دوسروں کا غصہ گھروں میں آکر اپنی بیویوں پر نکالتے ہیں، یہ ایک ایسا عمل ہے، جس سے ایک انسان کو دوسرے انسان پر بزور قوت غالب آنے کی کیفیت کا اظہار ہوتا ہے۔

گھریلو تشدد کی قسمیں:

جسمانی تشدد: اس میں مارنا، پیٹنا، دھکا دینا، زخمی کرنا، درد پہنچانا اور جسم پر تیزاب پھینک دینا وغیرہ شامل ہیں، جذباتی اور ذہنی ونفسیاتی تشدد: اس میں لفظوں سے چوٹ پہنچانا، ذہنی ٹارچر کرنا، عزت نفس اور خودداری سے کھیلنا، حقیر سمجھنا، دوسروں کے سامنے بے عزتی کرنا، آزادی سلب کرنا اور دھمکی دینا وغیرہ شامل ہیں، مالی تشدد: اس میں پیسہ نہ دینا، جمع خرچ روک لینا، تنخواہ نہ دینا، بلا اجازت املاک پر قبضہ کر لینا اور اسے خرچ کر دینا وغیرہ آتا ہے، جنسی تشدد: اس میں زبردستی جنسی تعلقات قائم کرنا، جنسی طور پر ہراساں کرنا اور چھیڑ چھاڑ کرنا وغیرہ شامل ہیں، گھریلو تشدد ایک عالمی مرض کی شکل اختیار کر چکا ہے، مجموعی طور سے دنیا کی ایک تہائی عورتیں گھریلو تشدد کا شکار ہیں۔ ان پر ظلم وتشدد کرنے والوں میں زیادہ تر ان کے شوہر، سابق شوہر، بوائے فرینڈ، سابق بوائے فرینڈ اور دیگر قریبی رشتہ دار ہوا کرتے ہیں، بعض رپورٹس کے مطابق ہر سال ۳۵ فیصد عورتیں جسمانی یا جنسی تشدد کا شکار ہوتی، کچھ نے تو اسے ۷۰ فیصد بتایا ہے، ۲۰ء۹ ملین جبری مزدوری کر رہے لوگوں میں ۵۵ فیصد عورتیں اور لڑکیاں ہیں۔ اسی طرح ۴ء۵ میلین لوگ زبردستی قحبہ خانوں میں دھکیلے گئے ہیں ان میں ۹۸ فیصد لڑکیاں اور عورتیں ہیں، 12/2011 کی ایک رپورٹ کے مطابق یورپ میں ۷ء۳ فیصد یعنی ۲ء۱ میلین عورتیں گھریلو تشدد کا شکار ہوئیں، ۳۱ فیصد یعنی ۵ میلین عورتیں ۱۶ سال کی عمر میں گھریلو تشدد کا شکار ہوئیں۔ ۳۱ فیصد یعنی ۵ میلین عورتیں ۱۶ سال کی عمر میں گھریلو تشدد کا شکار ہوئیں، اسی طرح ایک ہفتے میں دو عورتیں اوسطاً شوہر کی طرف سے یا سابق شوہر کی طرف سے قتل کر دی جاتی ہیں۔ ۴۰ فیصد سے ۷۰ فیصد کے بیچ کناڈا، آسٹریلیا، ساؤتھ افریقہ، اسرائیل اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں عورتیں اپنے پاٹنروں کے ذریعہ قتل کی جاتی ہیں، عالمی ادارہ صحت کے مطابق عالمی سطح پر ۳۸ فیصد عورتیں ہوئیں جن کو ان کے پاٹنر یا ایکس پاٹنر کی طرف سے قتل کیا گیا تھا، زبردستی شادی کئے جانے پر ۱۴۶۸ لڑکیوں کی موت کے واقعات ہوئے۔

ہندوستان کی صورت حال:

خواتین پر تشدد میں ہندوستان کازامبیا کے بعد دنیا میں دوسرا نمبر ہے، رینوکا چودھری کی رپورٹ کے مطابق ہندوستان کی ۷۰ فیصد عورتیں گھریلو تشدد کا شکار ہیں، نیشنل کرائم برانچ کی رپورٹ کے مطابق ہر ۳ منٹ پر ایک عورت کسی نہ کسی ظلم کی وجہ سے کیس درج کیا جاتا ہے۔ ہر ۲۹ منٹ پر ایک عورت سے جنسی زیادتی کی جاتی ہے، ہر ۶۰ منٹ پر ایک عورت جہیز کی وجہ سے موت کے گھاٹ اتار دی جاتی ہے اور ہر ۹ منٹ پر ایک عورت سے اس کے شوہر یا شوہر کے رشتہ داروں کی طرف سے تشدد کیا جاتا ہے، ۷ء۵ فیصد عورتیں ذہنی تشدد کی وجہ سے خودکشی کرنے کی کوشش کرتی ہیں، ان میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ دونوں طرح کی عورتیں شامل ہیں، نیشنل کرائم برانچ کی رپورٹ ۲۰۱۲ء کے مطابق خواتین کے خلاف کل ۲۴۴۲۷۰ کیسز سامنے آئے۔ ۲۰۱۱ء میں ان کی تعداد ۲۲۸۶۵۰ تھی جب کہ ۲۰۱۶ء اور زیادتی کے ۱۰ء۲ فیصد عورت کی بے عزتی کرنے کے ۳ء۸ فیصد، جہیز کی وجہ سے استحصال کے ۳ء۷ فیصد، جہیز کی وجہ سے موت کے ۳ء۴ فیصد عورتوں اور لڑکیوں کی اسمگنگ کے ۰ء۱۰ فیصد اور عورتوں کے خلاف دیگر جرائم کے ۰ء۱ فیصد واقعات ہوئے۔ ریاستوں کے لحاظ سے دیکھا جائے تو آسام ۵۴ء۸۹ فیصد، تری پور ۹۵ء۸۶ فیصد، ویسٹ بنگال ۷۰ء۳۰ فیصد، دہلی ۵۷ء۶۹ فیصد، آندھرا پردیش ۰۵ء۶۶ فیصد، راجستھان ۵۷ء۶۳ فیصد، کیرالہ ۲۱ء۶۱ فیصد، اڈیشہ ۷۹ء۵۸ فیصد، جموں کشمیر ۶۰ء۵۸ فیصد اور ہریانہ ۳۱ء۵۰ فیصد کے ساتھ سرفہرست رہے۔

گھریلو تشدد کے اسباب:

شوہر اور اس کے رشتہ دار، بیوی پر صدیوں سے ظلم کرتے آئے ہیں، اس کی مختلف وجوہات ہیں، ۱۹۷۹ء میں ہوئی ایک ریسرچ سے پتہ چلا کہ اس کی سب سے بڑی وجہ ان چاہا حمل ہے۔ ۱۹۹۵ء کی رپورٹ کے مطابق تشدد کی ایک بڑی وجہ شوہر کے ماں باپ تھے، کہ گھر میں کس کی چلے گی؟ ۲۰۰۴ء کے سروے میں شوہر کا کم پڑھا لکھا ہونا، شراب اور دیگر منشیات کی لت وغیرہ کو بنیادی اسباب میں سے بتایا گیا۔ ۲۰۰۰ء میں اسکول آف سوشل سائنس، جے این یو کے ہریہر ساہو نے گھریلو تشدد پر ریسرچ کی۔ ان کے مطابق اس کی مختلف وجوہات ہیں، شوہر کا بیوی کو دھوکہ باز سمجھنا، بیوی کے گھر سے پیسے اور تحفے کا نہ آنا، بیوی کا ساس اور سسر کی عزت نہ کرنا، شوہر کو بنا بتائے بیوی کا باہر چلے جانا، بیوی کا گھر اور بچوں کی ذمہ داری نہ لینا، بیوی کا کھانا ٹھیک سے نہ بنانا وغیرہ۔ دیگر وجوہ میں تعلیم کی کمی، گھر میں سرپرست افراد کی جاہلیت اور حقوق نسواں سے بے اعتنائی، غربت وافلاس، لڑکی اور لڑکے کی مرضی کے خلاف شادی جو کہ گھریلو ناچاقی کا سبب بنتی ہے، آپسی حقوق سے ناواقفیت، بے جا پابندی، اسلام سے دوری اور تقوی کا خاتمہ، عورتوں کی فرماں بردار اور مطیع بنانے کی خواہش، غیر اخلاقی قوانین کی تائید چاہنا اور شک کی بنا پر تشدد کرنا وغیرہ وغیرہ ہیں۔ ہندوستان میں گھریلو تشدد کے خلاف ایک بل پاس کیا گیا جس کا نام خانگی تشدد سے تحفظ خواتین بل ۲۰۰۵ء رکھا گیا۔ لیکن اس کا ایک نقصان وہ پہلو یہ بھی ہے کہ اس کا ناجائز فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔ اس کا استعمال آپسی رنجشوں کی وجہ سے بدلہ لینے، بلاوجہ مردوں کو ڈرانے دھمکانے، بلیک میل کرنے، انتقام لینے اور ان میں خوف وہراس پیدا کرنا وغیرہ میں ہو رہا ہے۔ گھریلو تشدد کو بڑھاوا دینے میں کچھ حد تک عورتوں نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ وہ سمجھتی ہیں کہ یہ مردذات کا حصہ ہے۔ خصوصا برصغیر میں اس طرز کا رجحان بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔

اسلام کا نظریہ:

یورپ نے گھریلو تشدد کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے مختلف کوششیں کیں۔ انہوں نے عورتوں کو خودمختار بنایا، ان کو ہر طرح کے حقوق عطا کئے اور ان کو مکمل آزادی دے دی گئی حتی کہ انہیں ان کے والدین، بھائی، شوہر اور اولاد سے بھی آزاد کر دیا گیا۔ لیکن ان تمام تدابیر سے بھی گھریلو تشدد میں کوئی کمی نہیں آئی، بلکہ اس میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اسلام نے گھریلو تشدد کا صحیح حل پیش کیا ہے، اس نے عورت اور مرد کے سامنے ایک ایسا خاندانی نظام دیا جس میں دونوں کی فطرت کا خیال رکھا گیا اور دونوں کو ایک دوسرے کا مددگار اور رفیق بنایا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: مومن مرد اور مومن عورتیں یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ (التوبہ:۷۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو عورتوں کے حقوق، ان کی عزت واحترام کا درس دیا اور خصوصی تاکید فرمائی، اگر ساتویں صدی عیسوی میں دنیا کے سب سے عظیم انسان نے زنجیروں میں جکڑی مظلوم عورت کو رہائی نہ دلائی ہوتی اور عورتوں کے حقوق کو مردوں کے مساوی قرار نہ دیا ہوتا تو حوا کی بیٹی ظلم کی چکی میں پس رہی ہوتی۔ اسلام نے مرد وعورت دونوں کے دائرہ کار متعین کر دیے اور اسی کے مطابق انہیں ذمہ داریوں سے نوازا، ساتھ ہی واضح کر دیا کہ ہر کوئی اپنے عمل کا ذمہ دار ہے اور اس سے اسی کے مطابق باز پرس کی جائے گی، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ پس امام (امیر المومنین) لوگوں پر نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور اس اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ (بخاری شریف) ساتھ ہی اسلام نے مردوں کو عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے، ان کی غلطیوں کو نظرانداز کرنے اور معاف کر دینے کی تاکید کی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرمایا ہے: ''ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو، اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اسی میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔'' (سورۃ النساء)

متعدد احادیث میں بھی عورتوں سے اچھا سلوک کرنے کی ہدایت دی گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہو اور میں تم میں سے سب سے زیادہ اپنے گھر والوں کے بہتر ہوں اور جب تم میں سے کوئی مرجائے تو اسے چھوڑ دو یعنی اسے برائی سے یاد نہ کرو (الترمذی) اسی طرح آپ ﷺ نے اور جگہ فرمایا: مسلمانوں تم میں سے کامل ایمان والا وہ ہے جو اخلاق میں سب سے بہتر ہے اور تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے حق میں اچھے ہیں (ترمذی) ساتھ ہی اسلام نے مردوں کو عورتوں پر تشدد کرنے سے بھی واضح الفاظ میں منع کر دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بیوی پر شوہر کے کیا حقوق ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو کھانا کھائے تو اسے بھی کھلائے، لباس پہنے تو اسے بھی پہنائے، اس کے منہ پر نہ مارے نہ برا کہے، بات چیت بھی صرف گھر کی حد تک کرے۔ (ابوداؤد) اگرچہ قرآن کریم میں بعض حالات میں بیوی کو مارنے کی اجازت دی گئی ہے لیکن اس میں بھی پہلے سمجھانے، پھر نفسیاتی طریقے سے متنبہ کرنے کی تاکید کی گئی

ers\MD ASADULLAH\Downloads\22.07.2019.inp 20/11/40 10:04 ō PAGE 8 (1,1)

اخبارِ جہاں

سید محمد عادل فریدی

سابق بنگلہ دیشی فوجی آمر حسین محمد ارشاد کا انتقال

بنگلہ دیش کی موجودہ پارلیمنٹ میں اپوزیشن کے لیڈر اور سابق ڈکٹیٹر حسین محمد ارشاد ۱۴/ جولائی ۲۰۱۹ء کو نوے (۹۰) برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ حسین محمد ارشاد کا دور صدارت اسلامی اقدار کو فروغ دینے کی وجہ سے متنازعہ خیال کیا جاتا ہے۔ ان کے ایک مشیر کا کہنا ہے کہ حسین محمد ارشاد گزشتہ تین ہفتوں سے شدید علیل تھے۔ انہیں زندگی بچانے والے آلات پر انتہائی نگہداشت میں دارالحکومت ڈھاکہ کے فوجی ہسپتال میں رکھا گیا تھا، ان کو جگر اور گردوں کے عوارض کا سامنا تھا۔ ان عوارض کی شدت کی وجہ سے انہیں ۲۷/ جون کو ڈھاکہ کے کمبائنڈ ملٹری ہسپتال میں داخل کرایا گیا تھا۔ حسین محمد ارشاد نے ملکی فوج کے سربراہ کے طور پر ۲۴/ اپریل ۱۹۸۲ء کو اُس وقت کے صدر احسن الدین چوہدری کی حکومت کا تختہ الٹ کر حکومت پر قبضہ کر لیا تھا۔ انہوں نے اقتدار پر قبضہ کرنے کے بعد ملکی دستور کو بھی معطل کر دیا تھا۔ وہ ۱۹۸۳ء تک اپنے ملک کے چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر بھی رہے تھے۔ بعض سیاسی تجزیہ کاران کے دور صدارت کا موزانہ پاکستانی فوجی ڈکٹیٹر ضیا الحق سے بھی کرتے ہیں۔ ارشاد کے دور میں ریاست کا مذہب اسلام قرار دیا گیا تھا، اس سے قبل بنگلہ دیش ایک سیکولر مسلمان ملک تھا، انہوں نے اپنے اقتدار کے دوران ایک صوفی پیر کی قربت میں بھی خاصا وقت گزارا تھا۔ حسین محمد ارشاد ۱۹۹۰ء تک برسر اقتدار رہے تھے، اس دوران ۱۹۸۶ء میں انہوں نے متنازعہ صدارتی انتخابات میں کامیابی بھی حاصل کی تھی۔ ۱۹۹۰ء میں انہیں شدید عوامی تحریک کا سامنا کرنا پڑا تھا اور اس کے باعث وہ حکومت سے علیحدگی پر راضی ہوئے تھے۔ اس عوامی تحریک کی قیادت شیخ حسینہ اور خالدہ ضیا کر رہی تھیں۔ ارشاد کے اقتدار سے علیحدہ ہونے کے بعد بنگلہ دیش کی سیاست دو خواتین کے گرد گھومتی رہی ہے۔ ان میں ایک موجودہ وزیراعظم شیخ حسینہ واجد جو کہ بنگلہ دیش کے پہلے صدر شیخ مجیب الرحمٰن کی بیٹی ہیں اور دوسری مقید رہنما بیگم خالدہ ضیا ہیں، جو مقتول صدر ضیاء الرحمٰن کی بیوہ ہیں۔ ضیاء الرحمٰن ۳۰/ مئی ۱۹۸۱ء کو فوجی افسروں کی بغاوت کے دوران چٹاگانگ میں میں قتل کر دیے گئے تھے۔ (ڈوئچے ویلے جرمنی)

نائجیریا میں تصادم، ۱۶/ افراد ہلاک

نائجیریا میں سلامتی دستوں اور بوکوحرام کے شدت پسندوں کے درمیان ہوئے تصادم میں گیارہ شدت پسند اور پانچ جوان ہلاک ہوگئے۔ ایک فوجی اہلکار نے بتایا کہ بدھ کو سلامتی دستوں کا قافلہ پڑوسی ریاست یوبے کی راجدھانی داماترو میں واقع اپنے ٹھکانہ پر واپس آ رہا تھا۔ اسی دوران شمال مشرقی ریاست بورنو میں کاگا علاقہ میں جکانا کے نزدیک گھات لگا کر بیٹھے بوکوحرام کے شدت پسندوں نے حملہ کر دیا۔ (یو این آئی)

شاہد خاقان عباسی کو تیرہ دن کی حراست میں بھیجا گیا

لیکویڈ نیچرل گیس (ایل این جی) بدعنوانی کے معاملہ میں گرفتار سابق وزیراعظم اور پاکستان مسلم نواز کے لیڈر شاہد خاقان عباسی کو اسلام آباد میں واقع ایک احتساب عدالت نے جمعہ کو تیرہ دن کی حراست میں بھیج دیا ہے۔ عباسی کو قومی احتساب بیورو (نیب) نے جمعرات کو گرفتار کیا تھا۔ سابق وزیراعظم کو حراست کی میعاد پوری ہونے پر یکم اگست کو عدالت کے سامنے پیش کیا جائیگا۔ (یو این آئی)

کل بھوشن یادو معاملہ میں بین الاقوامی عدالت کا فیصلہ خوش آئند: عمران خان

پاکستان کے وزیراعظم عمران خان نے ہندوستانی شہری کلبھوشن یادو کو ہندوستان نہ لوٹانے کے بین الاقوامی عدالت (آئی سی جے) کے فیصلے کا خیر مقدم کیا ہے۔ مسٹر خان نے جادھو معاملہ میں آئی سی جے کے فیصلے کے ایک دن بعد جمعرات کو مذکورہ خیالات کا اظہار کیا۔ واضح ہو کہ آئی سی جے نے کل بھوشن یادو کی موت کی سزا پر روک لگا دی ہے، اور ان کو وکیل مہیا کرائے جانے کی اجازت دی ہے۔ مسٹر خان نے کہا کہ ہندوستانی شہری کو بری کر کے ہندوستان نہیں بھیجنے اور اس کی موت کی سزا پر نظر ثانی کرنے کا آئی سی جے کا فیصلہ خوش آئند ہے۔ (یو این آئی)

چھ ہزار یورو کے عوض دیگر یورپی ممالک کے لیے انسانی اسمگلنگ

یونان کے دو جزیروں ساموس اور کوس میں یونانی حکام نے دو مختلف گروپوں کے ایک درجن سے زائد افراد کو حراست میں لیا ہے، جو مہاجرین سے پیسے لے کر انہیں جعلی دستاویزات فراہم کرنے میں ملوث تھے۔ ان افراد پر الزام ہے کہ یہ چھ ہزار یورو یا تقریباً چھ ہزار سات سو امریکی ڈالر کے عوض کسی بھی مہاجر کو جعلی دستاویزات فراہم کرتے تھے تاکہ وہ بذریعہ ہوائی جہاز کسی دوسرے یورپی ملک کے لیے روانہ ہو سکے۔ تفتیشی اہلکاروں نے خیال ظاہر کیا ہے کہ مزید چھان بین سے کئی اور افراد بھی حراست میں لیے جا سکتے ہیں۔ یونانی پولیس نے مزید بتایا کہ ساموس جزیرے پر نو افراد کو حراست میں لیا گیا ہے۔ یہ ایک دوسرے گروپ سے وابستہ ہیں اور ان کا کام کسی بھی مہاجر کو جعلی ہیلتھ سرٹیفکیٹ فراہم کرنا ہیں تاکہ وہ اس جزیرے سے باہر جا سکے اور پھر کسی دوسرے یورپی ملک پہنچنے کی کوششوں میں مصروف ہو جائے۔ پولیس حکام نے کہا ہے کہ تفتیشی عمل کا دائرہ وسیع کیا جا سکتا ہے۔ (ڈوئچے ویلے جرمنی)

اسرائیل میں بارہ سو سالہ پرانی مسجد کی دریافت

اسرائیل میں ایک بارہ سو سالہ قدیم مسجد کی باقیات کو تلاش کیا گیا ہے، اس مسجد کے ساتھ ایک قدیم آبادی اور زرعی علاقے کی باقیات بھی ملی ہیں۔ جس قدیم مسجد کو تلاش کیا گیا ہے، وہ اسرائیلی صحرا النقب میں واقع ہے، اس دریافت کو اسرائیلی ماہرین آثار قدیمہ نے انتہائی حیران کن قرار دیا ہے۔ جنوبی اسرائیل میں پھیلے صحرائی علاقے میں اس بارہ سو سالہ پرانی مسجد کی باقیات عرب بدووں کی رہائش والے شہر راحت کے قریب سے ملی ہیں۔ آثار قدیمہ کے ماہرین جون

بزنس روزگار وغیرہ

پورے ملک میں نافذ ہوگا این آر سی: امیت شاہ

مرکزی وزیر داخلہ امیت شاہ نے راجیہ سبھا میں ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ پورے ملک میں این آر سی کو نافذ کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ کچھ تاخیر ہوگی لیکن ملک بھر غیر قانونی تارکین وطن کو ڈھونڈ کر باہر نکالنے کے لیے این آر سی نافذ کیا جائے گا۔ سماج وادی پارٹی کے رکن جاوید علی خان کے سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ملک کے انچ انچ سے تلاش کر کے غیر قانونی تارکین وطن کو بین الاقوامی قانون کے مطابق ملک سے باہر نکالا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ یہ آسام سمجھوتا کا حصہ ہے، صدر جمہوریہ کے خطاب میں بھی این آر سی کا ذکر کیا گیا ہے، نیز حکمراں پارٹی جس منشور کی بنیاد پر منتخب ہو کر آئی ہے، اس میں بھی یہ بات کہی گئی ہے، جس طرح آسام میں این آر سی کو نافذ کیا جا رہا ہے، اسی طرح پورے ملک میں نافذ کیا جائے گا۔ اس سے قبل آسام گن پریشد کے ویریندر پرساد کے سوال کے جواب میں وزیر مملکت نتیانند رائے نے کہا کہ حکومت آسام میں این آر سی نافذ کرنے کے لیے پرعزم ہے، ساتھ ہی وہ یہ بھی یقینی بنائے گی کہ این آر سی کے پروسیس میں ملک کا کوئی بھی شہری نہ چھوٹے اور کسی غیر قانونی مہاجر کو جگہ نہ مل سکے، اس سلسلہ میں حکومت کی منشاء بالکل واضح ہے، صدر جمہوریہ اور حکومت کے پاس پچیس لاکھ سے زیادہ ایسی درخواستیں آئی ہیں جن میں یہ کہا گیا ہے کہ کچھ ہندوستانیوں کو ہندوستان کا شہری نہیں مانا گیا ہے، جب کہ این آر سی میں کچھ ایسے شہریوں کو ہندوستانی مان لیا گیا ہے جو باہر سے آئے ہیں، انہوں نے مزید کہا کہ حکومت نے سپریم کورٹ سے گذارش کی ہے کہ ان درخواستوں پر غور کرنے کے لیے حکومت کو تھوڑا وقت دیا جائے، کورٹ کی ہدایت کے مطابق آسام میں این آر سی کو ۳۱/ جولائی ۲۰۱۹ء تک شائع کیا جانا ہے۔ غور طلب ہے کہ ۳۰/ جولائی ۲۰۱۸ء کو شائع این آر سی کے مسودہ میں کل 3.29 کروڑ درخواستوں میں سے 2.9 کروڑ لوگوں کا نام شامل تھا جبکہ چالیس لاکھ لوگوں کو باہر کر دیا گیا تھا، سپریم کورٹ کی نگرانی میں آسام میں این آر سی کو اپ ڈیٹ کیا جا رہا ہے، اس کی آخری فہرست ۳۱/ جولائی ۲۰۱۹ء کو جاری ہونے والی ہے۔

حج بھون پٹنہ میں بی پی ایس سی امتحان کے اردو اور فارسی سبجیکٹ کی مفت کوچنگ کا انتظام

بی پی ایس سی نے ۶۵/ ویں مخلوط ابتدائی مقابلہ جاتی امتحان کے لیے نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے، آن لائن فارم بھرنے کا سلسلہ جاری ہے، واضح ہو کہ بی پی ایس سی کے ۶۵/ ویں Combind Preliminary Examination کے ذریعہ ۴۳۴/ عہدوں پر تقرری کے لیے تین مراحل میں مقابلہ جاتی امتحان کا انعقاد کیا جائے گا۔ اس مقابلہ جاتی امتحان میں شامل ہونے کے لیے رجسٹریشن کی آخری تاریخ ۲۴/ جولائی ۲۰۱۹ء ہے اور آن لائن فارم بھرنے کی آخری تاریخ ۶/ اگست ۲۰۱۹ء ہے۔ اس امتحان میں ایسے طلبہ و طالبات شامل ہونے کے اہل ہیں جو فارم بھرنے کی آخری تاریخ تک گریجویشن یا اس کے مساوی سند حاصل کر چکے ہوں گے۔ فارم بھرنے کی کم از کم عمر ۲۰/ سال ہے۔ جن عہدوں کے لیے امتحان کا انعقاد ہوگا ان میں بہار ایڈمنسٹریٹو سروس کے ۳۰، بہار پولیس سروس کے ۴۶، بہار ایجوکیشن سروس کے ۲۷، اور بی ڈی او کے ۱۱۰/ عہدے قابل ذکر ہیں۔ اس امتحان کے دوسرے مرحلہ یعنی Mains میں جی ایس (General Studies) کے دو پیپر اور اختیاری مضامین (Optional Subject) کا ایک پیپر شامل ہوگا، درخواست دہندگان اختیاری مضامین کی فہرست میں سے اپنی پسند اور دلچسپی کے مطابق کوئی ایک سبجیکٹ کا انتخاب کر سکتے ہیں، اختیاری سبجیکٹ کی فہرست میں اردو اور فارسی بھی شامل ہیں۔ گذشتہ امتحانات کے تجربوں سے ثابت ہوا ہے کہ اردو اور فارسی میں تھوڑی محنت کر کے بھی کافی اچھے نمبرات حاصل کیے جا سکتے ہیں، حج بھون پٹنہ کے شعبہ کوچنگ و گائڈنس کی طرف سے اردو اور فارسی کی تیاری کے لیے مفت کوچنگ کا انتظام کیا گیا ہے۔ ان دونوں سبجیکٹوں پر کہنہ مشق اور تجربہ کار اساتذہ کے باضابطہ کلاسز کے ساتھ ساتھ مکمل مطالعہ کا مواد مفت میں فراہم کرایا جائے گا۔ حج کمیٹی کے سی ای او محمد راشد حسین صاحب نے قوم وملت کے تمام روشن فکر حضرات، دینی اور ملی اداروں کے ذمہ داروں، سیاسی وسماجی کارکنان اور اقلیتی تعلیمی اداروں سے وابسطہ افراد سے مخلصانہ اپیل کی ہے کہ وہ قوم وملت کے زیادہ سے زیادہ اہلیتی شرائط پورا کرنے والے نوجوان طلبہ وطالبات کو بی پی ایس سی کے امتحان کے لیے بروقت آن لائن فارم بھرنے کے لیے آمادہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی ممکن مدد بھی کریں۔ ساتھ ہی ساتھ زیادہ سے زیادہ اردو داں طلبہ وطالبات کو اختیاری مضامین کی حیثیت سے اردو اور فارسی کے انتخاب کے لیے آمادہ کیا جائے۔ حکومت بہار کی تمام تقرریوں میں خواتین کے لیے ۳۵/ فیصد ریزرویشن کے پیش نظر خواتین کی بھی حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے۔ امتحان سے متعلق مزید معلومات کے لیے بی پی ایس سی کی آفیشیل ویب سائٹ www.bpsc.bih.nic.in سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔

حج بھون پٹنہ میں مسلم لڑکیوں کے لیے میڈیکل کوچنگ کا افتتاح

حج بھون پٹنہ میں اے ایم ڈی (Association of Muslim Doctors) کے زیر اہتمام مسلمان لڑکیوں کے لیے میڈیکل کوچنگ کے منصوبے کا افتتاح سابق ڈی جی پی ابھیانند کے ذریعہ کیا گیا، واضح ہو کہ اے ایم ڈی نے اس مقصد کے لیے اے ایم ڈی اکیڈمی قائم کیا ہے۔ اس ادارہ کی سرپرستی ملک کے مشہور ومعروف سرجن ڈاکٹر احمد عبدالحئی اور جھارکھنڈ کے مشہور طبیب ڈاکٹر مجید عالم کر رہے ہیں، اس کوچنگ میں داخلہ لینے کے لیے داخلہ امتحان ۲۸/ جولائی ۲۰۱۹ء کو شریف کالونی پٹنہ کے اقرا ہال میں منعقد ہوگا، خواہش مند طالبات رجوع کر سکتی ہیں، غریب بچیوں کے لیے میڈیکل میں داخلہ کی تیاری کا سنہرا موقع ہے۔

الگ الگ میڈیکل امتحانوں کے بدلے اب ہوگا صرف NEET کا امتحان

میڈیکل انٹرنس اگزام کی تیاری کر رہے طلبہ وطالبات کے لیے اچھی خبر ہے کہ اب الگ الگ میڈیکل انٹرنس اگزام کی

طب وصحت

برسات کے موسم میں انفیکشن کا خطرہ اور احتیاط

سعدیہ اویس

برسات کا موسم جراثیم اور بیکٹیریا کی نشونما کے لیے بہت ہی بہترین ثابت ہوتا ہے۔ پانی میں پیدا ہونے والے یہ بیکٹیریا بہت سی بیماریوں کا باعث بنتے ہیں اور یہ بیماریاں بہت سارے لوگوں کو متاثر کرتی ہیں۔ ان بیماریوں میں نزلہ، زکام، ملیریا اور معدے کی بیماریاں شامل ہیں۔

برسات میں ہونے والی عام بیماریاں

نزلہ ، کھانسی اور بخار:

وائرل بخار اور عام نزلہ خطرناک بیماری نہیں لیکن برسات کے موسم کی سب سے عام اور پریشان کرنے والی بیماری ہے۔ بارش میں زیادہ بھیگنے اور بار بار بھیگنے کی وجہ سے یہ انفیکشن ہوجاتا ہے۔

ڈائریا:

یہ بیماری وائرل یا بیکٹیریل دونوں طرح کے انفیکشن کی وجہ ہوسکتی ہے۔ عام طور پر اس کے جراثیم منہ کے ذریعے آنتوں تک پہنچ جاتے ہیں جسکی وجہ مضر صحت کھانا ہوتا ہے۔ زیادہ لکوڈ استعمال کر کے اس پر قابو پایا جاسکتا ہے لیکن بہت زیادہ الٹیوں کی صورت میں اسپتال میں ایڈمیشن ضروری ہے تاکہ ڈرپ کے ذریعے علاج کیا جائے ورنہ بلڈ پریشر حد سے زیادہ گرنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

ملیریا:

پانی میں پرورش پانے والے مچھر ملیریا کا باعث بنتے ہیں۔ ملیریا کے مرض میں بخار، سردی اور فلو کی طرح کیفیت ہو جاتی ہے۔ فوری علاج نہ کرنے کی صورت میں بیماری شدت اختیار کرلیتی ہے۔

ٹائیفائڈ:

ٹائیفائڈ بیکٹیریل انفیکشن کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ بھی مضر صحت کھانے اور آلودہ پانی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس لیے برسات کے موسم میں خاص طور پر باہر کی چیزوں خاص طور پر کھلی ہوئی چیزیں کھانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

فنگل انفیکشن :

گیلے موسم کی وجہ سے یہ انفیکشن اکثر ان لوگوں میں ہوجاتا ہے جو عام طور پر زیادہ وقت کے لیے گیلے کپڑے یا جوتے پہنے رہنے رہتے ہیں۔ زیادہ دیر پانی میں رہنے کی وجہ سے بھی یہ انفیکشن ہوجاتا ہے۔

احتیاط:

☆ بارش کے موسم میں اکثر صاف پانی کے ساتھ گندہ پانی مل جاتا ہے اور پینے کے پانی کو بھی آلودہ کردیتا ہے۔ ایسے میں پانی کو ابال کر اور پھٹکری سے صاف کر کے پئیں یا برسات کے موسم میں منرل واٹر کا استعمال کریں۔

☆ گھر کے قریب، گملوں یا دوسرے برتنوں میں پانی جمع نہ رہنے دیں تاکہ مچھروں کی افزائش نہ ہونے پائے۔ مچھر مکھی اور لال بیگ کو ختم کرنے کے لیے دوا کا استعمال کریں۔ نیم کے خشک پتے کافور اور لونگ کی دھونی دینے سے بھی مکھیاں بھاگ جاتی ہیں۔

☆ سلاد اور پتے والی سبزیوں کو اچھی طرح صاف پانی سے دھو کر استعمال کریں۔ ہری سبزیوں کو دس منٹ کے لیے نمک کے پانی میں بھگو کر رکھنے سے بھی جراثیم ختم ہوجاتے ہیں۔ باہر کی چاٹ، سلاد یا کٹے ہوئے پھل ہرگز نہ کھاسکیں۔

☆ گرم اور نمی والے موسم میں کھلے جوتے نہ پہنیں تاکہ فنگل انفیلشن سے محفوظ رہیں۔

☆ گیلے کپڑے نہ پہنیں رہیں تاکہ جلد اور ناخنوں کو فنگل انفیلشن سے محفوظ رکھ سکیں۔

☆ شوگر کے مریض ننگے پیر نہ چلیں کیونکہ مٹی میں بہت سارے جراثیم موجود ہوتے ہیں۔

☆ کھانے پینے کی چیزوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے اور ٹوائلٹ استعمال کرنے کے بعد ہاتھوں کو اچھی طرح دھوئیں۔

ہفتۂ رفتہ

محمد عادل فریدی

مولانا عبدالسلام رحمانی کی والدہ کے لیے خانقاہ رحمانی میں ختم قرآن

دفتر جامعہ رحمانی کے ناظم جناب مولانا عبدالسلام صاحب رحمانی کی والدہ کا طویل علالت کے بعد ۱۳ر جولائی کو دربھنگہ میں انتقال ہوگیا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم وصلوۃ کی پابند نیک خاتون تھیں، انہیں دین اور علم سے دلچسپی تھی، اسی کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے اپنے صاحبزادہ کو عالم دین بنایا۔ مرحومہ کے انتقال پر جامعہ رحمانی کے سرپرست مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر نے رنج وغم کا ظہار کیا اور مرحومہ کے لیے مغفرت اور پسماندگان کے صبر جمیل کی دعاء کی ہے۔ مرحومہ کے لیے جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر میں اہتمام کے ساتھ ختم قرآن اور ایصال ثواب کیا گیا، جس میں جامعہ رحمانی کے طلبہ، اساتذہ، کارکنان اور خانقاہ رحمانی کے واردین وصادرین نے شرکت کی، جامعہ رحمانی سے ان کے جنازے میں شرکت کے لیے جناب مولانا محمد جمال اکبر صاحب اور جناب مولانا رفیع احمد رحمانی اساتذہ جامعہ رحمانی مونگیر حاضر ہوئے، ان کی نماز جنازہ جناب مولانا محمد جمال اکبر صاحب استاذ جامعہ رحمانی مونگیر نے پڑھائی اور تدفین ان کے آبائی قبرستان کنہئی دربھنگہ میں ہوئی۔ (پریس ریلیز)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر نعوذ باللہ فلم بنانے کی تیاری

وسیم رضوی کی گستاخانہ ، شرپسندانہ اور دل آزار حرکت کی ہرچہار سو مذمت

اپنے بیانوں کو لے کر ہمیشہ سرخیوں میں رہنے والا، یوپی شیعہ وقف بورڈ کا چیئرمین، وسیم رضوی اب ایک اور فلم بنانے کی تیاری میں ہے، یہ فلم ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی پر ہوگی۔ فلم کا نام رضوی نے ''عائشہ'' رکھا ہے، جس میں یوپی کی سونم ترپاٹھی (نعوذ باللہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کردار نبھا رہی ہے۔ وسیم رضوی نے فلم کا ٹیزر جاری کرتے ہوئے فلم سے منسلک کئی باتیں میڈیا کو بتائیں۔ رضوی کا کہنا ہے کہ ٹائیگر میمن اور داؤد ابراہیم کی سازش کی وجہ سے سابقہ فلموں میں ہوئے معاشی نقصان کی وجہ سے اس فلم کی تیاری میں کئی مہینوں لگ گئے۔ (واضح ہو کہ اس سے پہلے بھی وہ رام کی جنم بھومی کے نام سے متنازع فلم بنا چکا ہے، جس میں اس نے ایودھیا کے متنازع معاملہ اور حلالہ کے متعلق کافی متنازع چیزیں پیش کی تھیں، بامبے ہائی کورٹ کی مداخلت اور سنسر بورڈ سے پاس نہ ہونے کی وجہ سے وہ فلم ریلیز نہیں ہوپائی اور یوٹیوب سے بھی ہٹانی پڑی) اس نے امید ظاہر کی ہے کہ یہ فلم ۲۰۲۰ء تک ریلیز کردی جائے گی۔ وسیم رضوی کے اس فلم کے بنانے کے اعلان سے مسلمانوں اور مسلم تنظیموں میں سخت غم وغصہ ہے۔ مذہبی اور سماجی کارکنان نے متحد ہوکر اس فلم پر پابندی کا مطالبہ کیا ہے۔ مسلم تنظیموں کے کارکنان نے کہا کہ وسیم رضوی مسلمانوں کے درمیان دراڑ پیدا کرنے اور اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کررہا ہے۔ شیعہ عالم دین امام جمعہ مولانا کلب جواد نقوی نے اس فلم کے اعلان کی سخت مذمت کرتے ہوئے کہا کہ اترپردیش اور مرکزی حکومت کو اس فلم کے بنانے پر پابندی لگانی چاہئے کیوں کہ اس سے ملک کا ماحول خراب ہوگا اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوں گے۔ مولانا نے کہا کہ وسیم رضوی ایک اسرائیلی اور مسلمانوں کے قاتلوں کا ایجنٹ ہے جو اس طرح کی حرکتیں کررہا ہے۔ لیکن جس طرح یہ پہلے ناکام رہا ہے آگے بھی اسی طرح ناکام ونامراد ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ اس سے قبل وسیم رضوی نے کروڑوں روپیوں کی لاگت سے ایک فلم بنائی تھی جس کا مقصد شیعہ سنی اور ہندو اور مسلمانوں کو باہم دست وگریباں کرنا تھا لیکن اس کی یہ فلم بری طرح سے ناکام ثابت ہوئی اس فلم کو نہ ہندوؤں نے دیکھا اور نہ ہی مسلمانوں نے اب وہ ایک اور فلم بنا کر ملک میں فرقہ وارانہ فساد کرانے کی کوشش کررہا ہے اس لیے حکومت کو فوراً اس فلم پر پابندی عائد کرنی چاہئے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن ولکھنو عیدگاہ کے امام مولانا خالد رشید فرنگی محلی نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ نبی المومنین یعنی مسلمانوں کی مقدس ماں ہیں۔ آل انڈیا مسلم خواتین پرسنل لا بورڈ کی شائستہ عنبر نے کہا کہ کوئی کیسے ام المومنین حضرت عائشہ جیسی مقدس وپاکیزہ شخصیت کے بارے میں فلم بنانے کے لیے سوچ سکتا ہے۔

تمل ناڈو میں مسلم نوجوان کو بیف کھانے پر تشدد کا نشانہ بنایا گیا

اب تشدد کی لہریں جنوبی ریاستوں میں بھی اٹھنے لگی ہیں، جو لوگ شمالی ہندوستان کو موردالزام ٹھہراتے تھے ان کے لیے یہ واقعہ آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے کہ خود تمل ناڈو کے ایک گاؤں میں ایک مسلم نوجوان کو محض اس لیے تشدد کا نشانہ بنایا گیا کیوں کہ اس نے بیف کا سوپ پیتے ہوئے ایک تصویر فیس بک پر اپ لوڈ کی تھی، اور اس کے ذائقہ کے بارے میں بتایا تھا، اس سلسلہ میں چار حملہ آوروں کو گرفتار کیا گیا ہے، اطلاع کے مطابق محمد فیضان جو کہ پرواچری گاؤں کا رہنے والا ہے، اس نے بیف سوپ کا ذائقہ بتاتے ہوئے ایک تصویر فیس بک پر اپ لوڈ کی تھی، اس فیس بک پوسٹ پر ملزمین نے اعتراض کیا اور وہ جمعرات کی رات محمد فیضان کے گھر گئے اور اس پر حملہ کردیا، فیضان اس حملہ میں زخمی ہوگیا، جسے اسپتال میں داخل کرایا گیا ہے، ایس پی راجیشرن کی ہدایت پر پولیس نے چار ملزمین دنیش کمار، اگاتھیان، گنیش کمار اور موہن کمار کو گرفتار کر کے ان کے خلاف اقدام قتل سمیت دیگر دفعات کے تحت ایف آئی آر درج کی گئی ہے، دریں اثناء سی پی آئی ایم کی تمل ناڈو یونٹ نے فیضان پر ہوئے حملہ کی سخت مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ اس طرح کے حملے دلتوں اور مسلمانوں پر شمالی ہندوستان میں ہورہے تھے، اب جنوبی ہندوستان میں بھی یہ لعنت داخل ہوگئی ہے، اس لیے اس لعنت کو ختم کرنے کے لیے ریاست کی پولیس کو سخت کارروائی کرنی چاہئے۔

محبت کی شادی کرنے پر سادھو نے لڑکی کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا

کرناٹک کے کوارت گری میں سدار بتی کے ایک سادھو کے خلاف لوگوں نے احتجاج شروع کردیا ہے، اس سادھو نے ایک لڑکی کے والدین کو مشورہ دیا تھا کہ چونکہ اس کی بیٹی نے گھروالوں کی مرضی کے خلاف شادی کرنے کا فیصلہ کیا ہے، اس لیے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں۔ دوسری طرف لڑکی نے کہا ہے کہ اگر وہ اپنی مرضی سے شادی نہ کرپائی تو عمر بھر کنواری بیٹھی رہے گی، جب یہ خبر سوشل میڈیا پر وائرل ہوئی تو لوگوں نے سادھو کے خلاف درج کردیا اور پولیس سے اپنی نگرانی میں مذکورہ لڑکی کی شادی کرانے کا مطالبہ کیا۔ تادم تحریر پولیس کی کارروائی جاری ہے۔

دس ہزار کروکا چرچ گھوٹالہ، بشپ سمیت ۱۶ر پادریوں کی گرفتاری

اترپردیش کے شہر پریاگ راج (الہ آباد) کے ایک گرجا گھر کے بشپ ہیٹر بلدیو اور اس کے سولہ دیگر ساتھیوں کے خلاف دھوکہ دہی کا کیس درج ہوا ہے، لوگوں کا الزام ہے کہ انہوں نے دس ہزار کروڑ روپئے کی مالیت کا سامان جو کہ گرجا گھر کا تھا فروخت کردیا ہے۔ سول لائن تھانہ میں شکایت درج کی گئی ہے کہ ان لوگوں نے نقلی دستاویزات دکھا کر جائداد فروخت کردی ہے۔ گرجا گھر کی جائداد لکھنؤ کے مہاتما گاندھی مارگ میں واقع ہے۔

بابا کے کہنے پر خزانے کے لالچ میں تین معمر شخص کی بلی

آندھرا پردیش کے ضلع انت پور میں ایک دل دہلا دینے والا واقعہ پیش آیا ہے؛ جہاں چھپے ہوئے خزانہ کی بازیابی کے لیے تین بزرگ افراد کی بلی دے کر ان کا خون انت پور ضلع کے تناکل منال میں کورتھی کوٹا کے ایک شولنگ پر چڑھایا گیا، جن لوگوں کو شولنگ پر بھینٹ چڑھایا گیا، ان میں آئی ٹی آئی کالج کے رٹائرڈ انسپکٹر شیورام ریڈی، اس کی بیوی کملا اور اس کی بہن ستیہ لکشمی ہیں، وہ سب ستر سال سے زیادہ عمر کے تھے، شیورام ریڈی رٹائرمنٹ کے بعد مندر کی خدمت میں

بقیہ قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۱۹ء: تعارف و تجزیہ

مسودہ میں ان پہلوؤں کا خصوصیت سے ذکر ہونا چاہیے جس سے اقلیتوں میں تعلیم کا فروغ ہو اور ان کے بچے بھی اس میدان میں آگے بڑھ سکیں، اس پہلو پر اجمالاً گذر جانا اس بات کی دلیل ہے کہ اس تعلیمی پالیسی میں صرف سیاسی واقتصادی لوگوں کے مفادات کو سامنے رکھا گیا ہے۔اس مسودہ میں کمزور طبقوں کی پیشہ وارانہ تربیت کا ذکر موجود ہے، لیکن اس کی تفصیلات موجود نہیں ہیں، اس لیے اس مسودہ میں لکھا جانا چاہئے کہ اقلیتی اداروں میں رہائشی کوچنگ کا نظم کیا جائے گا اور اس کام کے لیے یو جی سی سے جو گرانٹ مل رہی تھی اسے بحال کر دیا جائے گا، علی گڈھ مسلم یونیورسیٹی، جامعہ ملیہ اسلامیہ اور اقلیتوں کے ذریعہ قائم کردہ تمام اداروں کو حکومت کی جانب سے تسلیم کر لیے جانے کا ذکر بھی اس مسودہ میں ہونا چاہیے، جو نہیں ہے، اسی طرح ملک میں واقع لاکھوں مدارس اسلامیہ کے حوالہ سے P6.5.2 میں یہ بات کہی گئی ہے کہ مذہبی اسکولوں کو ان کی روایت اور طریقۂ تعلیم کے تحفظ کے لیے حوصلہ افزائی کی جائے گی، لیکن ساتھ ہی قومی نصاب کی روپ ریکھا کے مطابق نصاب کی تشکیل میں موضوع اور دیگر شعبوں میں اس کی شمولیت کا بھی ذکر ہے، اس پیراگراف میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ روایتی اور مذہبی اداروں کے نصاب کی جدید کاری کے کام کو آگے بڑھایا جائے گا اور اسے مضبوطی عطا کی جائے گی۔اس مسودہ میں ان مذہبی اداروں کو تسلیم کرتے ہوئے ان کی آزادی کے برقرار رکھنے اور تعلیم کے فروغ میں ان کی بے لوث جدوجہد کا ذکر بھی آنا چاہیے اور مستقبل میں ان میں دخل اندازی سے گریز کی یقین دہانی بھی کرانی چاہیے۔مسودہ میں مذہبی اقلیت کی تعلیم کے نام پر دو صفحات مختص ضرور کیے گئے ہیں، لیکن اس میں آرٹیکل ۲۹-۳۰ کا تذکرہ نہیں ہے۔ مسودہ کے حصہ 4 . 2 . 2 میں اس پالیسی کو اجتماعی (TOTALITY) کہا گیا ہے، اللہ کو معلوم کہ اس اجتماعیت میں اقلیتیں شامل ہیں یا نہیں، بہتر ہوتا کہ اس اجمال کی تفصیل درج کی جاتی؛ تاکہ اکثریات کے نظریات کو پالیسی کا حصہ بنانے کی تشویش میں اقلیتیں مبتلا نہ ہوتیں، اعلیٰ تعلیم کے حوالہ سے مشن نالندہ اور تکشیلا کا ذکر کیا گیا ہے، لیکن اس سے پالیسی سازوں کی کیا مراد ہے، اس سے یہ مسودہ خاموش ہے۔نظام تعلیم میں جو اصلاحات تجویز کی گئی ہیں، ان سے طلبہ پر مزید بوجھ بڑھے گا، اور اپنی مرضی تھوپنے کے لیے حکومت کی گرفت اس شعبہ پر مضبوط ہوگی، اس پالیسی کے مطابق اساتذہ کی عارضی اور معاہدے پر تقرری کے رائج طریقوں کو فوری طور پر بند کر دیا جائے گا، جو ایک اچھی بات ہے، یکساں کام کے عوض یکساں معاوضہ نہ دینا انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے۔جو اس نظام کی نگرانی کے لیے راشٹریہ شکچھا آیوگ یعنی تعلیمی کمیشن کے نام سے اعلیٰ ترین ادارہ قائم کرنے کی تجویز ہے، اس کمیشن کے آدھے اراکین کے انتخاب میں ان کی لیاقت اور دوسرے آدھے کی تعیین کابینہ کرے گی، اور آپ خوب جانتے ہیں کہ کابینہ جن ممبروں اور اراکین کا تعین کرے گی اس میں اہلیت ولیاقت کے بجائے حق وفاداری اور سیاسی وابستگی کا خاصہ دخل ہوگا، حالاں کہ مسودہ کی خواندگی سے پتہ چلتا ہے کہ کمیٹی اور افراد کے انتخاب میں شفافیت برتی جائے گی، اگر واقعتاً ایسا ہوا تو اس شق پر کوئی اشکال نہیں، اس کمیٹی میں مدارس کی نمائندگی بھی ہونی چاہیے، اس لیے کہ آزاد، خود مختار تعلیم کا پورے ہندوستان میں یہ پھیلا ہوا قابل ذکر نظام ہے اور کسی مرحلہ میں اس کی ان دیکھی انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے۔اس تعلیمی پالیسی میں معیار اور لیاقت پر زور دیا گیا ہے، لیکن تعلیم کے میدان میں پس ماندہ اقلیتوں کے لیے آئینی طور پر لازمی رزرویشن کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، اس تعلیمی پالیسی میں سچر کمیٹی کی سفارشات سے بھی پہلو تہی کی گئی ہے، جس میں کہا گیا تھا کہ انڈر گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ سطح پر داخلہ میں صرف 60 فی صد لیاقت دیکھی جائے اور چالیس فی صد میں امیدوار کی تعلیمی پسماندگی اور اس ضلع کی تعلیمی، خاندانی اور اقتصادی پچھڑے پن کو دیکھا جائے، سچر کمیٹی رپورٹ میں اسے ALTEMATE ADMISSION CRITERIA کا نام دیا گیا ہے۔

اقلیتوں کے لیے آئینی طور پر لازمی رزرویشن کو بھی اس مسودہ میں نظر انداز کر دیا گیا ہے، اس نظام میں منطقی سوچ اور سائنسی رویے کو فروغ دینے کے بجائے ہندوستانی تہذیب وثقافت کے نام پر دقیانوسی اور دیومالائی طریقوں کو رائج کرنے کی بات کہی گئی ہے، اس زاویہ سے یہ ہندوستان کے تعلیمی نظام کے بھگوا کرن کی تیاری ہے۔

مسودہ کے بعض حصوں کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اپنے نظریات کو فروغ دینے کے لیے خود مختار اور پرائیوٹ سکٹر کی حوصلہ افزائی کرے گی، تاکہ اپنے مطلب کی زیادہ سے زیادہ ان جی اوز کو اس کام سے لگایا جا سکے، انہیں فیس کی تعیین، نصاب کی تیاری کی بھی پوری آزادی ہوگی، بین الاقوامی تعلیمی معیار کے سبز باغ دکھا کر عام نظام تعلیم کو کمزور اور پرائیوٹ نظام کو مضبوطی بخشی جائے گی۔اس کام کے لیے بقول پالیسی سازوں، انسان دوست پرائیوٹ اسکولوں کی حوصلہ افزائی کی جائے اور ضوابط کے اضافی بوجھ سے انہیں بری کیا جائے۔

نصاب تعلیم : اس پالیسی میں ہندوستانی تہذیب وثقافت کے نام پر دیومالائی قصے، کہانی اور عبادات کے مختلف طریقے کو نصاب کا حصہ بنایا جائے گا، مسودہ کے P4.8.3 کے تحت صفحہ ۱۴۲/ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ سارے نصابی کتابوں میں قومی اور بھارتیہ مواد آنا چاہئے، جہاں بھی ممکن اور ضروری ہوگا، راشٹر واد اور بھارتیتا جیسے الفاظ سے کسی کو اختلاف ہو سکتا ہے، لیکن یہاں یہ واضح ہونا چاہئے کہ مسودہ نگاروں کی اس سے کیا مراد ہے؟ کیا اس کا مطلب ہے کہ ہندوستان میں مسلم عہد حکمرانی کے واقعات نصاب سے نکال کر ان واقعات ومعاملات کو آگے بڑھایا جائے گا، جس سے ہندتوا کی برتری کا تصور لوگوں میں پیدا ہو، اس کے لیے الفاظ بڑے خوش کن، مشن نالندہ، مشن تکشیلا، بھارتی سنسکرتی وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے، اور اجمال سے کام لیا گیا ہے، تاکہ اس کے خطوط کار اور روپ ریکھا کی تعین بعد میں حسب منشا کی جا سکے۔این سی ای آرٹی کو اس کا مکلّف بنایا جائے گا کہ وہ ابتدائی یعنی پری پرائمری کے لیے حروف شناشی، تصاویر، اشکال، رنگ، اعداد وغیرہ کی شناخت کے لیے ایک نصاب تیار کرے، ان پری پرائمری کے طلبہ کے لیے مڈ ڈے میل کے ساتھ ان کے ناشتہ کا بھی نظم رہے گا۔جو بچے پڑھنے میں کمزور ہیں، ان کو مین اسپرٹ میں لانے کے لیے الگ سے پانچ گھنٹے تعلیم کا نظم کیا جائے گا، اس کے لیے اساتذہ کی فراہمی کرائی جائے گی، گرمی کی تعطیل میں بھی اس کام کے لیے اضافی کلاس چلائے جائیں گے، یہ ایک اچھی بات ہے، لیکن طلبہ کی نفسیات اس کا بہت دیر اور بہت دنوں تک ساتھ نہیں دے پائے گی۔اس پالیسی میں تین سے آٹھ سال تک کے بچوں کے لیے بنیادی، آٹھ جنس وغیرہ کو معیار قرار دینے کی بات بھی مسودہ میں موجود ہے۔ مسودہ کے پوائنٹ نمبر 5 . 6 اور پوائنٹ 6.5.1 میں اقلیتوں کے لیے خصوصی تعلیمی زون کے تعین کی بات کہی گئی ہے، جس کی شناخت نیشنل ٹیسٹنگ سروس کرے گی، جس کا قیام اس تعلیمی پالیسی کے ذریعہ کیا جائے گا۔اس نصاب میں سہ لسانی فارمولہ کو رائج کرنے اور بنیادی تعلیم اپنی مادری زبان میں حاصل کرنے کی بات بھی کہی گئی ہے، مادری زبان کے متبادل کے طور پر گھریلو زبان کو پیش کیا گیا ہے، درجہ آٹھ تک مادری زبان کی تعلیم لازمی ہوگی، آگے کے درجات میں انگریزی کے ساتھ ہندی رکھنے کی بھی گنجائش ہے؛ یہ ایک اچھی تجویز ہے، پالیسی سازوں کا خیال ہے کہ کلاسیکی زبان وادب کے فروغ کے لیے موجودہ قومی اداروں کو مستحکم کرنا ضروری ہے، ایک تجویز یہ بھی ہے کہ پالی، فارسی اور پراکرت زبانوں کے لیے الگ الگ نیشنل یونیورسٹی قائم کی جائے، اس فہرست میں عربی زبان کو بھی شامل کرنا چاہئے۔اوپر کے درجات میں مادری زبان مثلاً اردو خود بخود ختم ہو جائے گی، اسلئے کہ طلبہ کو مواقع ہندی اور انگریزی زبان میں نظر آئیں گے اور وہ اردو سے دور ہوتے جائیں گے اور بالآخر آٹھویں کے بعد وہ اردو چھوڑ دیں گے، کیوں کہ ان کا احساس یہ ہوگا کہ یہ زبان ہمارے دوسرے موضوعات اور سبجیکٹ کے لیے معاون نہیں ہے۔

جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے کہ مسودہ میں یوگا کا ذکر تو ہے، لیکن مورل ویلوز اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کے فروغ کے لیے اس مسودہ میں کوئی قابل ذکر بات نہیں کہی گئی ہے، حالاں کہ بچوں کی تربیت کے لیے ان امور کا اضافہ اس میں ضروری معلوم ہوتا ہے، پالیسی کے مسودہ میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ بیرون ممالک کے طلبہ کو ہندوستانی تعلیمی اداروں میں بڑے پیمانے پر داخلہ دیا جائے گا، جس میں دو سو سے زائد بیرونی یونیورسٹی اور اس کے متعلقہ تعلیمی اداروں کے طلبہ کے لیے گنجائش رکھی جائے گی، موجودہ صورت حال تو اس کے اُلٹ ہے، ابھی تو ہر سال تین لاکھ طلبہ ہندوستان سے تعلیم کے لیے بیرونی ممالک کا رخ کرتے ہیں، جبکہ اس کے مقابل ایک فی صد سے بھی کم یعنی چھیالیس ہزار طلبہ ہندوستانی اداروں کا رخ کرتے ہیں۔اس تعلیمی مسودہ کی ایک اچھی بات یہ ہے کہ اس میں تدریسی عملہ سے غیر تدریسی کام لینے پر روک لگانے کی بات کہی گئی ہے، ایسا پہلے بھی کہا جاتا رہا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اب تک اساتذہ ہی انتخابات، مردم شماری، گھر شماری اور جانور شماری پر لگائے جاتے رہے ہیں، سوچھ ابھیان کے تحت ایک زمانہ میں شوچالیہ سے باہر قضائے حاجت کرنے والوں کی نگرانی کی ڈیوٹی بھی انہیں کے سپرد کر دی گئی تھی، چہار طرفہ تنقید ہوئی تو یہ ذمہ داری ختم کی گئی۔تدریسی عملہ کو غیر تدریسی کام میں لگانے کا سب سے بڑا ذریعہ عدالت عظمیٰ کا وہ فیصلہ ہے، جس میں صرف انتخابی کاموں میں لگانے کی اجازت دی گئی تھی، لیکن انتخابی کاموں کا دائرہ حکومت نے اپنے انداز میں وسیع کر لیا ہے، اس میں BLO (بوتھ لیول آفیسر) افسر سے لے کر مردم شماری، رائے شماری، ووٹر لسٹ میں ناموں کا اندراج، تصحیح اور نام کاٹنے تک کا کام شامل ہے، مڈ ڈے میل کے حساب وکتاب میں بھی اساتذہ کا اچھا خاصہ وقت لگتا ہے اور اب جب تین سال سے شروع ہونے والے درجات کے طلبہ کو ناشتہ بھی دیا جائے گا تو یہ تدریسی کاموں میں مزید رکاوٹیں کھڑی کرے گا۔اس تعلیمی پالیسی میں نیشنل ریسرچ فاؤنڈیشن کے قیام کی بھی تجویز ہے، جو ریسرچ کرنے والی تنظیموں کی نگراں ہوگی، اسے اس کام کے لیے سالانہ بیس ہزار کروڑ روپے دیے جائیں گے، اسے بدگمانی نہ سمجھیں تو اس فاؤنڈیشن کا کام یہ دیکھنا ہوگا کہ مسلم دور حکومت کی کوئی چیز ابھر کر تو نہیں آرہی ہے، اور کہیں ہندوتوا کے نظریات کو کسی تحقیق کے نتیجے میں زک تو نہیں پہونچ رہی ہے۔

اس مسودہ میں جو سفارشات ہیں، ان کو نافذ کرنے کے لیے فنڈ کہاں سے آئے گا، جن انفراسٹرکچر، سہولیات اور نظم وبندوبست کی بات اس مسودہ میں کہی گئی ہے، اس کے لیے ایکشن پلان کے ساتھ تعلیم کے بجٹ میں اضافہ کا ذکر بھی ہونا چاہیے، جب تک بجٹ میں اضافہ نہیں ہوگا، اسے نافذ کرنا ممکن نہیں ہوگا۔مجموعی طور پر مسودہ متنازع ہے، جس پر ماہرین تعلیم نے بہت سارے سوالات کھڑے کیے ہیں، راجیہ سبھا میں نئی تعلیمی پالیسی کے مسودہ پر تجویز دینے کی مدت کو کم از کم چھ ماہ بڑھانے کی تجویز رکھی گئی ہے، اور یہ مطالبہ رکھا گیا ہے کہ اسے آٹھویں شیڈول میں شامل تمام بائیس زبانوں میں شائع کیا جائے، ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی کے ڈی راجہ کی یہ تجویز اگر قبول ہو جاتی ہے تو تعلیمی ادارے، سماجی تنظیم اور ماہرین کے ساتھ ساتھ تمام ریاست اور مرکز کے زیر انتظام صوبوں کو اس مسودہ پر غور کرنے اور ترمیمات پیش کرنے کا مرحلہ آسان ہو جائے گا۔

اعلان مفقود الخبری

● معاملہ نمبر ۵۰/۴۴۱/۴۰ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ مصطفیٰ نگر، سہرسہ) زرینہ خاتون بنت محمد میاں، مقام ٹیکولیہ، وارڈ-۹، ڈاکخانہ بشن پور بازار، تھانہ کمارکھنڈ، ضلع مدھے پورہ۔فریق اول۔ بنام۔محمد عمر ولد محمد اسماعیل پنجاب۔ فریق دوم۔اطلاع بنام فریق دوم۔معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ مصطفیٰ نگر سہرسہ میں ایک سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے اور شدید زدوکوب کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کیے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے۔لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، آئندہ تاریخ سماعت مورخہ ۱۸/ذی الحجہ ۴۰ھ مطابق ۲۰/اگست ۲۰۱۹ء روز منگل کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ پر حاضر نہیں ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

● معاملہ نمبر ۱۴/۱۲۳/۴۰ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ شیوہر) مسرت جہاں بنت محمد شمیم عالم مقام رام پور کیشو، ڈاکخانہ پھلکاہاں، تھانہ شیامپور بھٹہاں، ضلع شیوہر۔فریق اول۔ بنام۔محمد سہراب ولد محمد رستم، مقام رام پور کیشو، ڈاکخانہ پھلکاہاں، تھان شیامپور بھٹہاں، ضلع شیوہر۔فریق دوم۔اطلاع بنام فریق دوم۔معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ شیوہر میں عرصہ دو سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا معاملہ دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، مورخہ ۱۹/ذی الحجہ ۴۰ھ مطابق ۲۱/اگست ۱۹ء روز بدھ کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

بابری مسجد کے سلسلہ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اپنے موقف پر قائم

حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب جنرل سکریٹری مسلم پرسنل لا بورڈ کی وضاحت

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ نے اپنے پریس بیان میں واضح کیا ہے کہ بابری مسجد کے سلسلہ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی جو پالیسی تھی وہ برقرار ہے اور مسلم پرسنل لا بورڈ کے موقف میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے، بعض اخبارات نے یہ بات شائع کی ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے اب پالیسی بدل رہی ہے اور ذہن یہ بن رہا ہے کہ بابری مسجد کو چھوڑ کر کوئی دوسری چیز حاصل کر لی جائے، ایسا کچھ بھی نہیں ہے، بلکہ بورڈ اپنے پرانے موقف پر قائم ہے اور اسی بنیاد پر وہ سپریم کورٹ میں مقدمہ لڑنے کی پوری تیاری کر چکا ہے اور مصالحتی کمیٹی میں بورڈ اس لئے شریک ہوا کہ سپریم کورٹ نے اسے بنایا تھا اور بورڈ آئین اور سپریم کورٹ کا احترام کرتا ہے۔ بورڈ کے کسی نمائندہ یا کسی قابل ذکر مسلم جماعت نے اپنے موقف میں کوئی ترمیم و تبدیلی نہیں کی ہے۔ اور جب سپریم کورٹ میں معاملہ زیر بحث آئیگا تو بورڈ بحث کیلئے وکلاء کی ٹیم کے ساتھ ہمہ وقت تیار ہے اور جو لوگ بھی درخواست دہندگان ہیں وہ سب اپنے پرانے موقف پر قائم ہیں۔ اس لئے کسی بھی نیشنل یا انٹرنیشنل ایجنسی کی خبر کی بنیاد پر کسی شخص کو غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے۔

ماب لنچنگ کے مقتولین کے ورثاء کو امارت شرعیہ کی طرف سے مالی اور قانونی مدد

ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ ملک میں کچھ شرپسند عناصر کی طرف سے ماب لنچنگ کے نت نئے واقعات رونما ہو رہے ہیں، واقعہ کو جس وحشت و بربریت کے ساتھ انجام دیا جا رہا ہے وہ انسانیت کے لئے شرمناک اور قانون و انتظامیہ کی ناکامی کی واضح مثال ہے، ماب لنچنگ کا شکار ہونے والوں میں زیادہ تعداد مسلمانوں کی ہے، معمولی باتوں کا بہانہ بنا کر اور جھوٹا الزام لگا کر مسلم نوجوانوں کو وحشت و بربریت کے ساتھ موت کے گھاٹ اتارا جا رہا ہے، مقتول پر ہونے والا ظلم، اس کے پیچھے چھوڑے ہوئے بال بچوں کی کسمپرسی اور اس سلسلہ میں ہونے والی قانونی چارہ جوئی کی سست روی ایسی چیزیں ہیں جن پر خاموشی اور عدم اظہار ہمدردی یقیناً انسانی دردمندی اور ملی غیرت مندی کے خلاف ہے، چنانچہ ایسے ہی حالات سے متاثر ہو کر امارت شرعیہ کے امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ میں ماب لنچنگ کے شکار مظلومین و مقتولین کے ورثاء کو امارت شرعیہ خصوصی مالی مدد دے گی، ان کے مقدمات کی پیروی کرے گی اور جس حد تک ممکن ہو، اس ظلم کو روکنے کے لئے عملی اقدامات کرے گی، اس سلسلہ میں اقدام کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت مدظلہ نے چکیا مشرقی چمپارن میں پولیس کی بربریت سے شہید ہونے والے غفران انصاری و تسلیم انصاری، سیتامڑھی کے زین الانصاری اور جھارکھنڈ کے تبریز انصاری کے ورثاء کے لئے پچاس پچاس ہزار روپیہ کی مالی مدد منظور فرمائی ہے، مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے مورخہ ۱۶/جولائی ۲۰۱۹ء کو ایک وفد کے ساتھ غفران انصاری و تسلیم انصاری کے گاؤں پہونچ کر تسلیم انصاری کے والد ملازم انصاری اور غفران انصاری کی بیوہ شبنم خاتون کو پچاس پچاس ہزار کا چیک حوالہ کیا اور مقدمات کے سلسلہ میں ضروری معلومات فراہم کیں، دونوں خاندان کے ورثاء اور دیگر مقامی مسلمانوں نے حضرت امیر شریعت مدظلہ کا شکریہ ادا کیا اور انہیں عمر وصحت میں برکت کی دعائیں دیں، وفد میں مفتی محمد سہراب ندوی صاحب کے علاوہ قاضی شریعت ڈھاکہ مولانا اطہر جاوید قاسمی صاحب، سکریٹری بلاک ڈھاکہ مولانا شہاب الدین ندوی، صدر بلاک چکیا مولانا سرفراز عالم، سکریٹری بلاک چکیا مولانا مہتاب عالم قاسمی، مولانا مجیب الرحمٰن صاحب استاذ مدرسہ اسلامیہ سرپنیا، جناب طفیل احمد صاحب سکریٹری مسجد دارالقضاء ڈھاکہ اور مولانا ظہیر الحسن شمسی مبلغ امارت شرعیہ شامل تھے۔ (رپورٹ تنظیم)

مغربی و مشرقی چمپارن میں بلاک ذمہ داران کی میٹنگ اختتام پذیر

حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایت کے مطابق مورخہ ۱۴/جولائی کو آدرش ویواہ بھون، چھاؤنی بتیا میں تنظیم امارت شرعیہ مغربی چمپارن کے بلاک ذمہ داران کی میٹنگ کا انعقاد ہوا، میٹنگ کی صدارت بزرگ عالم دین مولانا ادریس ندوی صاحب نے کی، مرکزی دفتر سے نائب ناظم مفتی محمد سہراب ندوی صاحب اور مولانا ظہیر الحسن شمسی مبلغ امارت شرعیہ میٹنگ میں شریک ہوئے، میٹنگ میں مغربی چمپارن کے ۱۸/بلاک کے صدر و سکریٹری و نائب صدر و سکریٹری مدعو تھے، میٹنگ کے نظم و انتظام کی ذمہ داری امارت شرعیہ کے رکن شوری و عاملہ جناب ایڈوکیٹ ذاکر بلیغ رحمانی صاحب، سکریٹری صدر بلاک بتیا ڈاکٹر مجیب الرحمٰن صاحب اور نائب سکریٹری الحاج نیاز احمد صاحب نے بحسن و خوبی نبھائی، ضلع مشرقی چمپارن کے بلاک ذمہ داران کی میٹنگ ۱۵/جولائی کو جامع مسجد دارالقضاء آزادنگر میں زیر صدارت مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب منعقد ہوئی، اس میٹنگ میں مشرقی چمپارن کے ۲۷/بلاک کے صدر و سکریٹری و نائب صدر و سکریٹری مدعو تھے، دونوں ضلع کی میٹنگ بہت ہی کامیاب اور با مقصد رہی، بلاک عہدیداران کو حضرت امیر شریعت مدظلہ کی طرف سے بھیجی گئی سند دی گئی، ذمہ داریاں سمجھائی گئیں اور بلاک سے گاؤں تک تنظیم امارت کو مستحکم بنانے کے عہد کے ساتھ دونوں میٹنگ اختتام پذیر ہوئی، مشرقی چمپارن کی میٹنگ کو کامیاب بنانے میں قاضی شریعت ڈھاکہ مولانا اطہر جاوید قاسمی صاحب اور مسجد کے ذمہ داران نے خصوصی حصہ لیا، سارے عہدیدارن کو پہلے مرحلہ میں پنچایت کی سطح پر ذمہ دار منتخب کرنے اور جس آبادی میں تنظیم نہیں ہے وہاں تنظیم قائم کرنے کی ذمہ داری سپرد کی گئی اور ہر مسلمان مرد و عورت کے تمام شناختی کارڈ میں ان کے نام یکساں ہوں اور بنیادی دستاویز سے زیر وزبر کے فرق کے بغیر مکمل صحیح ہوں، اس کو تحریک کی شکل میں عام کرنے کی ہدایت دی گئی۔ (رپورٹ تنظیم)

شمالی بہار کے کئی اضلاع سیلاب سے متاثر

مصیبت زدہ بھائیوں کی امداد کے لیے آگے آئیں اہل خیر: ناظم امارت شرعیہ

ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے ارریہ، پورنیہ، کشن گنج، سوپول، مدھوبنی، دربھنگہ، سیتامڑھی سمیت شمالی بہار کے کئی اضلاع میں سیلاب کی صورت حال بن جانے پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ حالیہ بارش اور پڑوسی ملک نیپال کے زیادہ پانی چھوڑ دینے کی وجہ سے شمالی بہار کے کئی اضلاع میں سیلاب کی بھیانک صورت حال بن گئی ہے، جس سے ہزاروں خاندان متاثر ہو گئے ہیں، تین درجن قریب افراد اب تک لقمۂ اجل بن چکے ہیں، درجنوں بستیاں اور قصبات پانی کے گھیرے میں ہیں اور سیکڑوں لوگ اپنے گھروں کو چھوڑ کر دوسری اونچی جگہوں پر کیمپ کی شکل میں پناہ لئے ہوئے ہیں، ان کے گھربار، زمینیں، فصلیں، کھیت کھلیان، غلے، اناج، گھروں کے اثاثے سیلاب سے تباہ ہو چکے ہیں۔ اخبارات، سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع سے آپ تک بھی سیلاب کی خبر پہونچی ہوگی۔ امارت شرعیہ نے ہر ایسے موقع پر آگے بڑھ کر مصیبت زدگان کی مدد کی ہے، اس موقع پر بھی امارت شرعیہ کی جانب سے مصیبت زدگان کو راحت پہونچانے کا کام شروع ہو رہا ہے، امارت شرعیہ کے مقامی نمائندے اور ذیلی دفتر کے قضاۃ متاثرہ مقام کا جائزہ لے رہے ہیں، ان کی رپورٹ کی بنیاد پر مقامی ضرورت کے حساب سے امارت شرعیہ ریلیف کا کام کرے گی، امارت شرعیہ نے حکومت سے اور ڈزاسٹر مینیجمنٹ ڈپارٹمنٹ سے خط لکھ کر بھی مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنے مقامی افسران سے رابطہ کر کے سیلاب کی صحیح صورت حال معلوم کرے اور فوری طور پر متاثرہ بستیوں میں راحت رسانی کا کام کرے، خاص طور پر جو بستیاں پانی سے پوری طرح گھری ہوئی ہیں، وہاں کشتیوں کا انتظام کیا جائے اور غذائی اشیاء، اور بنیادی ضرورت کی چیزیں مہیا کرائے۔ امارت شرعیہ اپنے مقامی نقباء، نائبین نقباء، ارکان عاملہ، شوریٰ، ارباب حل و عقد اور منتخب شدہ بلاک ذمہ داران و دیگر ہمدردان سے اپیل کرتی ہے کہ وہ مصیبت زدگان کی مدد کے لیے آگے آئیں اور اپنے آس پاس میں جو بستیاں سیلاب میں پھنسی ہوئی ہیں وہاں متاثرین کی مدد کریں، غذائی اجناس، پینے کا صاف پانی، کپڑے، ترپال، موم بتی ماچس، بچوں کے لیے دودھ کے پیکٹ، دواؤں وغیرہ کا انتظام کریں، مصیبت زدگان کی خدمت کرنا اور مصیبت میں کام آنا بہت بڑا کار خیر ہے، جو اللہ کے بندوں کی مدد کرتا ہے، یقیناً اللہ اس کی مدد کرتے ہیں۔ ناظم صاحب نے اہل خیر حضرات سے بھی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ جو حضرات امارت شرعیہ کے واسطے سے متاثرین کی مدد کرنا چاہتے ہیں وہ امارت شرعیہ میں اپنی امداد رقم یا سامان کی شکل میں بھیجیں، رپورٹ کے مطابق اس وقت زیادہ ضرورت کھانے پینے کی اشیاء، ترپال، پلاسٹک اور بچوں کے دودھ بسکٹ کی ہے۔ امید ہے اہل خیر خود بھی متوجہ ہوں گے اور اپنے رفقاء کو بھی اس طرف متوجہ کریں گے۔ رقم امارت شرعیہ کے ریلیف فنڈ نیچے درج اکاؤنٹ نمبر پر بھیج سکتے ہیں:

A/C Name: Relief Fund Imarat Shariah
A/C Number: 918020100932926, IFSC CODE: UTIB0001664
BankName: AXIS BANK, Branch: Anisabad , Patna

علم کے ساتھ اپنے اخلاق و کردار کو بھی اعلیٰ بنائیے: حضرت امیر شریعت مدظلہ

آپ کا امتیاز علم و عمل ہے، اپنے سبجیکٹ میں مہارت پیدا کیجئے، صرف امتحان میں کامیاب ہونے کے لیے مت پڑھئے بلکہ زندگی کے ہر امتحان میں کامیابی حاصل کرنا آپ کا مقصد ہونا چاہئے، اس کے لیے اپنے آپ کو با اخلاق اور با کردار بنائیے، اپنی زبان کو نرم بنائیے، اپنا محاسبہ کیجئے، اپنے گھر والوں کے ساتھ اخلاق کا مظاہرہ کیجئے، ان کے کاموں میں ہاتھ بٹائیے، اخلاقیات کے اوپر جو کتابیں ہیں ان کو پڑھیے اور اس پر عمل کیجئے، زندگی کے امتحان میں کامیاب ہونے کے لیے با اخلاق اور با کردار ہونا بہت ضروری ہے۔ یہ باتیں مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم امیر شریعت بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ نے امارت شرعیہ کے تحت چلنے والے لڑکیوں کے تکنیکی ادارہ ڈاکٹر عثمان غنی کمپیوٹر گرلس انسٹی ٹیوٹ ہارون نگر سکٹر-۲ پھلواری شریف پٹنہ میں منعقد تقسیم انعامات کے ایک جلسہ میں طالبات سے خطاب فرماتے ہوئے کہیں۔ یہ اجلاس ۱۶/جولائی کو ان بچیوں کے درمیان تقسیم انعامات کے لئے منعقد ہوا جنہوں نے انسی ٹیوٹ کے مختلف تعلیمی مرحلہ میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہیں، حضرت امیر شریعت مدظلہ نے اپنی صدارتی تقریر میں ادارہ کے چیرمین جناب خورشید انوار عارفی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ میں ان سے ۳۵-۴۰ سال سے واقف ہوں، اس ادارہ کو قائم کرنے اور پروان چڑھانے میں ان کا بہت بڑا رول ہے، آپ نے انسٹی ٹیوٹ کے سکریٹری جناب انعام خان کا بھی شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اس ادارہ کو چلانے میں انعام خان صاحب کا بڑا ہاتھ ہے، اس ادارہ کی طالبات کے لیے ان کا رول پدر مہربان کا رہا ہے، بڑی یکسوئی کے ساتھ انہوں نے اس ادارہ کی ترقی کے لیے سوچا ہے، امید ہے کہ ان کی سرپرستی اور کارگذاری میں ادارہ آگے بڑھتا رہے گا۔ آپ نے انسٹی ٹیوٹ کے استانیاں اور ان کے منتظمین کے لئے بھی حوصلہ افزاء کلمات کہے، طالبات کو بھی مبارکباد دی اور فرمایا کہ یہ آپ کی زندگی کا وہ مرحلہ ہے جہاں بہت کچھ سیکھنا ہے، آپ کمپیوٹر کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں، کمپیوٹر کی دنیا بہت وسیع ہے، روز نئے نئے ایجادات اس میں ہوتے ہیں اور نئی چیزیں سامنے آتی ہیں، آپ ان نئی چیزوں کو سیکھنے کی کوشش کیجئے، اپنی نگاہیں کھلی رکھئے، نئے نئے انونشن کے بارے میں معلومات حاصل کیجئے، مطالعہ کیجئے، ادارہ میں ویکلی، منتھلی اور کوارٹرلی رسالے کمپیوٹر کے موضوعات پر منگوائیے اور ان کا مطالعہ کیجئے، صرف کورس پورا مت کیجئے بلکہ اپنی صلاحیت کو بڑھائیے۔ آپ نے انہیں اپنی زبان اور تحریر کو بھی درست کرنے، اردو، ہندی اور انگریزی تینوں زبانوں میں مہارت پیدا کرنے، بولنے کی صلاحیت بھی بہتر بنانے اور بولنے کا سلیقہ اور لکھنے کا انداز سیکھنے کی تلقین کی۔ اس اجلاس کو ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب، جناب خورشید انور عارفی صاحب اور نائب ناظم امارت اشرعیہ مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نے بھی خطاب کیا۔ نظامت کی ذمہ داری جناب انعام خاں صاحب نے نبھائی۔

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

جھوٹ کیوں بولیں فروغ مصلحت کے نام پر
زندگی پیاری سہی؛لیکن ہمیں مرنا تو ہے
(نامعلوم)

بہار کے مختلف علاقوں میں سیلاب سے ہزاروں افراد بے گھر

شمالی بہار میں گزشتہ کئی دنوں سے زبردست بارش کی وجہ سے نظام زندگی مفلوج ہوگئی ہے۔نشیبی علاقوں میں پانی گھس گیا ہے بارش کے دوران گھر گرنے اور پانی بھرے گڈھوں میں ڈوبنے سے اب تک ۳۵/سے زیادہ افراد جاں بحق ہوگئے ہیں اور کئی لوگ زخمی ہوگئے ہیں۔سڑکوں پر پانی بھر جانے اور ندیوں پر بنے پل خطرے میں پڑنے کی وجہ سے لوگوں کی آمدروفت متاثر ہوکر رہ گئی ہے،لوگ گھروں میں قید ہوگئے ہیں اور شدید بارش کی وجہ سے گھروں کے گرنے اور گھروں میں پانی کے گھسنے کا خدشہ لاحق ہے۔انتظامیہ کی طرف سے فی الحال کوئی ٹھوس قدم نہیں اُٹھایا جارہا ہے لوگ محفوظ مقامات کی طرف اپنی جان ومال کی حفاظت کیلیے نقل مکانی پر مجبور ہوگئے ہیں، دربھنگہ شہر کے مغربی حصہ سے گذرنے والی باگمتی ندی کے شمالی پشتے میں قلعہ گھاٹ واقع سی ایم کالج احاطہ کے اندر قلعہ گھاٹ قبرستان سے لے کر جنوب کی جانب 150 میٹر کی دوری میں کئی مقامات پر بڑے بڑے شگاف آجانے کے سبب ضلع انتظامیہ، کالج انتظامیہ اور شہر کے عام لوگوں کے ہوش اڑ گئے ہیں،جس رفتار سے ندی کا پانی بڑھ رہا ہے اگر اسی رفتار سے بڑھتا رہا تو جلد ہی پشتے کے قریب پانی پہونچ جائے گا اور شہر میں ندی کے پانی داخل ہونے سے روکنا انتظامیہ کے لئے بھی ممکن نہیں ہوگا۔

اطلاع پاتے ہی فلڈ کنٹرول ڈویزن کے افسران ،انجینئر ،صدر ایس ڈی او راکیش گپتا،ڈی ایس پی انوج کمار،ٹاؤن کمشنر رووندر ناتھ، ڈپٹی ٹاؤن کمشنر کے علاوہ ٹاون تھانہ انچارج ستیہ پرکاش جھا،ضلع امن کمیٹی کے ممبران میں اجے جالان ،شرف عالم تمنے وغیرہ نے سی ایم کالج احاطہ میں مذکورہ پشتہ میں آئے شگاف کا فوری طور سے معائنہ کیا اور اسے مرمت کرنے کے لئے جنگی سطح پر کارروائی شروع کردی ہے،میونسپل کارپوریشن کی جانب سے فوری طور سے جے سی بی اور دیگر ضروری مشین سمیت مزدوروں کو کام پر لگا دیا گیا ہے، وہیں فلڈ کنٹرول ڈویزن کے افسران نے احاطہ میں کیمپ کرنا شروع کردیا ہے ساتھ ہی مسلح پولس اہل کار کو بھی تعینات کردیا گیا ہے،باخبر ذرائع نے بتایا کہ ندی پر تعمیر کرائے گئے مذکورہ پشتہ کے قریب سی ایم کالج انتظامیہ نے ماضی میں اپنی جانب سے حفاظتی باندھ قبرستان سے لے تقریبا دو میٹر کی دوری تک بنایا تھا،ٹھیکیدار یا کالج انتظامیہ کی جانب سے دیوار تعمیر کے دوران کھودے گئے گڈھے کو پورے طور سے بھرا نہیں جاسکا،جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ضلع میں تیز بارش کے سبب کالج کی حفاظتی دیوار اور سرکاری پشتہ میں چھ سے سات مقامات پر موٹی دراڑیں آگئی ہیں، کالج کے کچھ حصے کی دیوار منہدم بھی ہوگئی ہے، پنجار خان کے کنواں سے جنوب میں پشتہ کے مشرق ندی کے اندرونی حصے میں نصف درجن لوگوں نے جھونپڑیاں بنارکھی تھیں اور اس میں بجلی سپلائی بھی جاری تھی ان سبھی کو ضلع انتظامیہ نے وہاں سے ہٹا دیا ہے، پشتے میں شگاف کی خبر ملتے ہی شہر کے عام لوگ بھی بڑی تعداد میں جمع ہوگئے۔اگر فوری طور سے اس کی مرمت کر کے قابو میں نہیں کیا گیا تو شہری حلقے کو سیلاب کی زد سے بچانا ضلع انتظامیہ کے لئے مشکل امر ہوگا۔ادھر گھنشیام پور بلاک حلقہ سے گذرنے والی کملا ندی میں اچانک گذشتہ سنیچر کو علی الصباح پانی میں اضافہ ہونے سے کملا ندی کے نشیب میں بسے درجنوں گاؤں سیلاب کی زد میں آگئے ہیں۔لگاتار ہو رہی موسلا دھار بارش کی وجہ سے ندیاں طغیانی پر ہیں ایسے میں گھنشیام پور بلاک کا فیض اللہ پور،اسماء کنکی، مسہری، بھرساہا اور دیگر سیلاب کے پانی سے پوری طرح گھر چکا ہے، وہیں صبح ہوتے ہی بیرول ایس ڈی او برج کشور لال ،سی او دینا ناتھ کمار نے سیلاب کی زد میں آئے گاؤں کا اور پشتوں کا معائنہ کیا اور پانی میں پھنسے لوگوں کی آمدورفت کے لئے کشتی مہیا کرائی،معلوم ہو کہ ہر سال کی طرح اس سال بھی ندی کے نشیب وفراز میں بسے لوگوں کی باز آبادکاری کی کمی کی وجہ سے سیلاب کی مار جھیلنی پڑے گی۔اب گاؤں کے لوگ اپنے روزمرہ کے کام کو ناؤ سے ہی کرنے کو مجبور ہوگئے ہیں، ساتھ ہی بچوں کے والدین کو اپنے بچوں کے تحفظ کو لے کر کافی پریشان ہوگئے ہیں، یہاں کی خواتین اور بچے خود ناؤ چلا کر اپنے روزانہ کے کام کو پورا کرنے پر ہمیشہ کی طرح اس بار بھی مجبور ہوگئے ہیں۔۔سیتامڑھی، مظفر پور، رکسول، بیرگنیا پر ٹریک دھنسنے سے ریلوے نظام بھی درہم برہم ہوگیا ہے۔مغربی چمپارن میں گنڈک ندی کے سطح آب میں تیزی سے اضافہ ہوتا جارہا ہے،جس کی وجہ سے علاقے میں ہائی الرٹ ہے۔سیتامڑھی میں ۲۰ جولائی تک اسکول وکالج میں تعطیل عام کا اعلان کردیا گیا ہے،مشرقی چمپارن میں باگمتی، لال بکیہ ، گنڈک سمیت دیگر چھوٹی ندیوں اچھال آرہا ہے، یہاں بارش کے دوران گھروں کے گرنے اور گڈھوں میں ڈوبنے سے کئی لوگوں کی موت ہوگئی ہے، مدھوبنی ضلع میں کملا ندی، جے نگر اور جھنجھار پور میں خطرے کے نشان سے اوپر بہہ رہی ہے،کوسی کے سطح آب میں بھی بڑھوتری جاری ہے، باندھ ٹوٹنے سے کوسی کے قریب کے علاقوں میں پانی گھس گیا جس سے لوگوں کی پریشانیاں بڑھ گئی ہیں، سمستی پور کے موہنپور میں گنگا کی سطح آب میں مسلسل اضافے سے مقامی لوگوں میں خوف وہراس پھیل گیا ہے اور وہ محفوظ مقامات کی طرف کوچ کر رہے ہیں۔سیتامڑھی ضلع میں باگمتی اور ادھوارا کی ندیوں میں سطح آب میں اضافے سے وہاں سیلاب کا خطرہ منڈلا رہا ہے۔

ادھر ارریہ ضلع کے جوگن بنی کے نشیبی علاقوں میں باڑھ کا پانی گھس گیا اور جوگن بنی اسٹیشن پر ریل پٹریاں پانی میں ڈوب گئیں ریل کی پٹریوں کے پانی میں ڈوب جانے سے ریل گاڑیوں کی آمدورفت ٹھپ پڑ گئی ہے کئی ریل گاڑیوں کو رد کردیا گیا ہے یا کچھ کو کٹیہار، جوگن بنی ریل کھنڈ پر فاربس گنج سے چلایا جارہا ہے۔ریلوے کے ایک افسر نے بتایا کہ سنیچر نو بجے صبح ریل پٹری پر سے پانی اتر گیا اس کے بعد ریل گاڑیوں کی آمدورفت اس کے وقت مقررہ پر جاری ہے۔دربھنگہ اور مظفر پور میں بھی ندیوں میں طغیانی کی وجہ سے سیلاب کا خطرہ منڈلا رہا ہے، باندھ کے قریب بسے گاؤں کے افراد نقل مکانی کر رہے ہیں، کئی ضلعوں میں سیلاب کو لے کر الرٹ کردیا گیا ہے۔پورنیہ کے بیاسی انومنڈل میں مہانندا اور لنئی ندی میں سطح آب تیزی سے بڑھ رہا ہے، حالانکہ دونوں ندیاں ابھی خطرے کے نشان سے نیچے ہی بہہ رہی ہیں، وہیں بیاسی انومنڈل میں کئی جگہوں پر کٹاؤ شروع ہوگیا ہے جس سے لوگوں میں دہشت ہے۔موتیہاری اور چمپارن کے حالات بھی اچھے نہیں ہے، ارریہ، مدھوبنی، بیتیا، سپول، کھگڑیا، بھاگلپور، مدھے پورہ میں زبردست بارش کا الرٹ جاری کیا گیا ہے ان ضلعوں میں گزشتہ ہفتے سے لگاتار بارش ہو رہی ہے بارش سے اب تک ۴۱ لوگوں کی موت ہوچکی ہے۔وزیر اعلیٰ نتیش کمار نے افسران کو ریاست میں ندیوں کے سطح آب اور باندھوں کی موجودہ حالت پر نظر رکھنے کو کہا ہے، انہوں نے کہا ہے کہ صبح وشام حالات کی مانیٹرنگ کرتے رہیں تا کہ کسی بھی قسم کی سنگین صورت حال سے نپٹنا ممکن ہوسکے۔

ادھر کئی دنوں سے ہو رہی موسلا دھار بارش اور نیپال سے بارش کا پانی چھوڑے جانے کے بعد سے جے نگر میں واقع کملا ندی پل کے اوپر سے ایک فٹ پانی بہنے لگا ہے، اس بہاؤ کے بعد سے جہاں محکمہ نے لوگوں کا پل سے آمدورفت بند کردیا ہے، وہیں ضلع میں چہار سو دہشت کا ماحول ہے،لوگوں کی مانیں تو اس بار پھر یہ ضلع سیلاب کے زد میں آجائے گا ، کیونکہ سال 1987 میں بھی اس طرح کملا پل میں پانی نہیں چڑھا تھا،سنیچر کی صبح اچانک پانی کی تیز رفتار کے بعد سے یہ ندی خطرہ کے نشان سے 10.15 سینٹی میٹر اوپر بہہ رہی ہے، سیلاب کی وجہ سے کملا ندی کے پوربی اور مغربی پشتہ پر بسے ہزاروں لوگوں کو بے گھر ہونا پڑا ہے، وہیں جے نگر بلاک کے تحت بیلہی دکھنی پنچایت کے اسلام پور، بیلا، کھیراماٹھ، بلڈیہا، بیلا اور کوڑھیا پنچایت سمیت دیگر پنچایت کے درجنوں گاؤں میں پانی داخل ہوجانے سے جان ومال کا بڑا نقصان ہوا ہے،عینی شاہدین کے مطابق ضلعی محکمہ نے سیلاب کا جائزہ لیا ہے، حالانکہ اب تک محکمہ کی جانب سے کسی بھی طرح کی مدد نہیں کی گئی ہے،لوگوں نے محکمہ کے تئیں ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ سیلاب سے متعلق پہلے ہی جانکاری دینی چاہیے تھی، اگر محکمہ اس معاملہ میں سست رفتاری سے کام نہیں لیتی تو آج اتنا بڑا نقصان نہیں ہوتا، بہر حال ان مشکل حالات میں جو لوگ سیلاب سے محفوظ ہیں وہ انسانیت کی بنیاد پر سیلاب سے گھرے لوگوں کی مدد کے لئے آگے آئیں،اور پریشان حال لوگوں کا تعاون کرائیں۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے،تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں،اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں ،موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔مزید مفید و دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)